بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

اہلحدیث

لاہور

مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد: 46

۲۸ شوال تا ۴ ذیقعد ۱۴۳۶ھ 14 تا 20 اگست 2015ء

شمارہ: 31

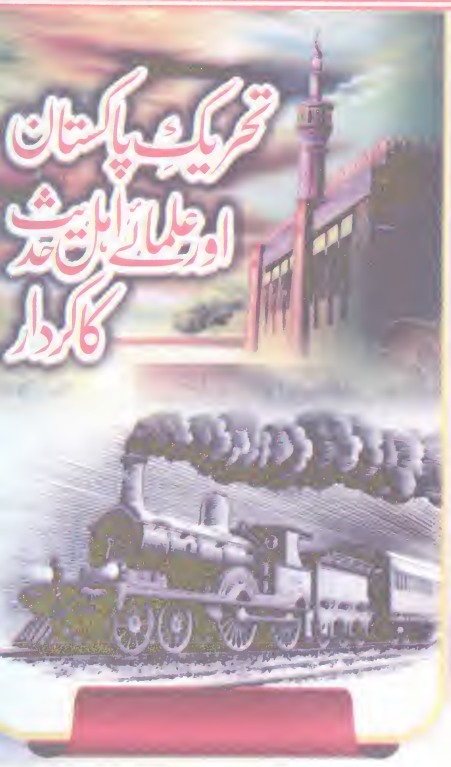

یوم آزادی

کیا ہم نے قیامِ پاکستان کے مقاصد حاصل کرلیے؟

14th AUGUST

قومی محاسبے اور تجدیدِ عہد کا دن!

- کلمہ طیبہ کا ثبوت.....؟!
- زندگی میں وراثت کا مطالبہ.....؟!
- شادی کے موقع پر چھوہارے پھینکنا.....؟!

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ

مفسرِ قرآن صحابی!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

عدمِ قبولیتِ دعا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (البقرۃ)

''لوگو! زمین پہ جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ پیو اور شیطان کے پیچھے مت لگو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

حلال اور پاکیزہ چیزوں کو عقلِ سلیم اور فطرت نیک پسند کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے مطیع فرماؤں کو حلال، پاکیزہ اور طیب چیزیں کھانے اور نیک اعمال کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے اور یہ حکم الگ الگ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام، مومنوں اور عوام الناس کو مختلف مقامات پر دیا ہے جس سے حرام کی سنگینی کا اظہار بھی ہو رہا ہے۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (البقرۃ)

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور خاص اسی کی عبادت کرو۔''

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾

''اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔'' (المؤمنون)

حلال وطیب کی اس قدر تلقین کے باوجود بھی جو انسان حرام کا لقمہ اپنے منہ میں لے جاتا ہے اس کے لیے آخرت میں سخت وعید ہے، مزید یہ کہ وہ حرام اللہ اور اس بندے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بندے کی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ بھی بنتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

[أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ... ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ.]

''لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک اعمال ہی قبول فرماتے ہیں جو حکم اللہ نے اپنے رسولوں کو دیا ہے وہی مومنوں کو بھی دیا ہے۔... راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے اللہ کے گھر میں آیا، جس کے چہرے پر سفر اور تھکن کے آثار نمایاں تھے، وہ اللہ کی طرف دست دعا بلند کر کے اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرتا ہے اللہ فرماتے ہیں میں تیری دعا کیسے قبول کرلوں جبکہ حالت یہ ہے کہ تیرا کھانا حرام کا، تیرا پینا حرام ہے، تیرا لباس حرام کمائی کا اور تیری جسم کی پرورش بھی حرام سے ہوئی ہے۔''

دعاؤں کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ تمام حرام ذرائع آمدن (سودی لین دین ہو یا تجارت کی ممنوعہ اقسام ہوں یا کسی غریب کا حق دبا کر حاصل کیا گیا مال) سے اجتناب کی اشد ضرورت ہے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ

کبیرہ گناہ

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: الكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ.]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی، کسی انسان کو ہلاک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ہیں۔'' (بخاری)

رسول اکرم ﷺ اپنی امت کو دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے اور دین و دنیا کی بھلائی کے اصول بیان کر کے قیامت تک کے مسلمانوں کو عقائد و اعمال کی درستگی کی تعلیم دیتے تاکہ نیک اعمال کی رغبت اور برے کاموں سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے چار ایسے کام بیان فرمائے جن کا تعلق کبیرہ گناہوں کے ساتھ ہے۔ گناہ کی دو اقسام ہیں ایک کبیرہ اور دوسرے صغیرہ۔ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے جب کہ صغیرہ گناہ نیک اعمال کرنے سے ہی معاف ہو جاتے ہیں اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد کوئی نیکی کر لو وہ نیکی اس گناہ کو ختم کرنے کا سبب بن جائے گی۔ وضو کرنے سے بہت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کبیرہ گناہوں میں کچھ کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے اور کچھ کا معاشرے کے ساتھ ہے۔ جو فہرست اس حدیث میں بیان ہوئی ان میں پہلے نمبر پر کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا ہے۔ اللہ کریم کو سب سے زیادہ غصہ اسی بات پر آتا ہے کہ کوئی کسی کو اس کے ساتھ شریک بنائے، شرک کو ہی اللہ نے بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ میں ہر ایک کو معاف کر دوں گا مگر شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ ہاں اگر مشرک موت سے پہلے پہلے شرک سے توبہ کر کے عقیدہ توحید پر قائم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ دوسرا کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی ہے، والدین کی خدمت بہترین عبادت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔ اس دور میں اکثر لوگ اس کبیرہ گناہ کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ والدین کا نافرمان دنیا میں بھی رسوا ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب میں رہے گا۔ تیسرا کبیرہ گناہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا ہے، انسانی جان بڑی قیمتی ہے اسے قتل کرنا صرف تین صورتوں میں جائز ہے وہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مکمل تحقیق کے بعد جرم ثابت ہو جائے تو اس کو قتل کروا دے، وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کرے یا مرتد ہو جائے یا کسی انسان کو کسی وجہ کے بغیر قتل کر دے اس بڑے گناہ کی وجہ سے معاشرہ کا امن تباہ ہو جاتا ہے اور چوتھا کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ اس جرم میں بھی بہت سے لوگ ملوث پائے جاتے ہیں۔ ان چاروں کبیرہ گناہوں سے بچ کر آخرت بہتر بنانے کی فکر کرنا چاہیے۔

تحریک پاکستان میں علماء اہل حدیث کا کردار

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ تھی۔ اس لحاظ سے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے بابرکت ایام میں ایسے خطۂ ارضی سے نوازا جہاں اسلام کی سربلندی' اکابر واصاغر میں مساوات اور انسانیت کی بلا امتیاز فلاح ورفاہ قابل عمل ہو سکے۔ پاکستان کا وجود دنیا کے نقشے پر اسلامی جمہوری مملکت کے نام سے نمودار ہوا مگر یہ بات اپنی جگہ محل نظر ہے کہ ریاست کو وجود تو ملا لیکن اس کے تخلیقی تصور کو عملی تعبیر نہ مل سکی۔

وطن عزیز کے حصول کے لیے مسلمانانِ ہند نے لاکھوں قربانیاں دیں۔ اپنی آنکھوں سے اپنے مال مویشی چھنتے دیکھے' فصلیں اجڑتی دیکھیں' گھر لٹتے دیکھتے۔ عزیز رشتوں کا خون بہتے دیکھا' ماؤں کی گودیں ویران ہوتے دیکھیں' سہاگنوں کے سہاگ تلوار کی دھار سے کٹتے دیکھے اور جوان دوشیزاؤں کے آبگینے ٹوٹتے دیکھے۔ بے شمار جانوں اور عزتوں کی قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا گیا اور اس کے حصول کا مقصد وحید یہی تھا کہ ایسا آزاد ملک ہو جس میں سامراج کا جبر نہ ہو' ہندو کی ریشہ دوانیاں نہ ہوں اور سکھ کی قتل وغارت گری نہ ہو۔ بلکہ آزادی کے ساتھ اسے اسلام کے نفاذ کے ذریعے امن وسلامتی کا گہوارہ بنایا جا سکے۔ جس میں قانون کی گرفت سب کے لیے یکساں ہو' انصاف ہر ایک کو آسانی سے میسر ہو' مناصب ووسائل ہر با صلاحیت کی دسترس میں ہوں اور کہیں بھی طبقاتی استحصال نہ ہو۔

اس عظیم ترین مقصد کے لیے بانیٔ پاکستان کی قیادت میں قوم یکجان ومتحد ہو کر لڑی۔ مسلم برادری' وکلاء' طلبہ' خواتین' تاجر' مزدور اور کسان حتی کہ علماء بھی مسلم لیگی قیادت کے شانہ بشانہ میدان عمل میں نکلے۔ انہوں نے منبر ومحراب کی پر آسائش اور پروقار زندگی چھوڑی اور کٹھن جد وجہد کی زندگی کو اختیار کیا اور پس دیوار زنداں کو اپنا مسکن بنایا۔ اس کٹھن اور صبر آزما تحریک میں اہل حدیث علماء کا کردار بہت نمایاں ہے۔ اس سلسلے میں بڑی قد آور شخصیات کے اسماء گرامی سامنے آتے ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کے شجر سایہ دار کی آبیاری اپنے خون سے کی۔ مثلاً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری' حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی' مولانا اکرم خاں ڈھاکہ' مولانا عبدالقادر قصوری' بیرسٹر میاں عبدالعزیز مالواڈہ' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا حافظ عبداللہ روپڑی' حکیم اجمل خاں' مولوی فضل الٰہی وزیر آبادی (رحمہم اللہ) اور ایسے بیسیوں اکابر وعمائد اہل حدیث جنہوں نے صرف تحریک پاکستان میں حصہ ہی نہیں لیا بلکہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اپنی تحریر وتقریر سے ملت کی راہ نمائی بھی کی۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسری جو اپنی ذات میں ایک شخصیت نہیں بلکہ انجمن تھے ۱۹۰۶ء میں اہل حدیث کو متحد کر کے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی بنیاد رکھی اور بانی وناظم اعلیٰ قرار پائے۔ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کے نام سے علماء کا پلیٹ فارم بنایا گیا تو اس میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹۲۰ء میں ہندوستان بھر سے نمائندہ وفد وائسرائے ہند کو ملا تو اس میں شامل تھے۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ سانحہ کے بعد امرتسر میں جلسہ ہوا' صدارت حکیم اجمل خاں نے کی جبکہ خطبہ استقبالیہ مولانا امرتسری نے پیش کیا۔ ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبالؒ نے اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا تو اس کی تائید میں مولانا نے اپنے اخبار میں مضامین لکھے۔ ۱۹۴۶ء میں کلکتہ کے اہل حدیث اجلاس عام میں تحریک پاکستان کی مکمل حمایت کی۔

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی تحریک پاکستان میں خدمات بہت نمایاں ہیں۔ انہیں بعد از مرگ گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا۔ ۱۹۱۹ء کے جلسہ امرتسر میں سرگرم شرکت کی۔ ۱۹۴۵ء میں جب جمعیت علماء ہند کانگرس کی ہمنوا ہو گئی تو جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی جس کی صدارت مولانا سیالکوٹی نے کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو آپ شریک تھے اور بھرپور تائید کی۔ ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں اہل حدیث اجلاس کی صدارت کی جس میں تحریک پاکستان

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
لوگوں کی غلطیوں سے اعراض..... (خطبۂ حرم)	6
یوم آزادی	9
قیام پاکستان اور اس کے اہم تقاضے	10
سیدنا عبداللہ بن عباسؓ	12
مؤرخ اہل حدیث.....مولانا محمد اسحاق بھٹی	16
پیغام ٹی وی کی سالانہ تقریب	19
طب وصحت	21
اخبار الجماعہ	22

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... 500/- روپے
ششماہی ..... 300/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 535/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 5500/- روپے
فی پرچہ ..... 15/- روپے

پبلشر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "دلسٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

کی تائید کی گئی۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی اہل حدیث کے سرخیل تھے۔ ۱۹۱۹ء میں امرتسر کے جلسہ میں شریک ہوئے' اس وقت آپ ۲۳ برس کے بھرپور جوان تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں نمائندگی کی۔ ۱۹۳۶ء میں سلطان ابن سعود سے ملنے والے وفد کی قیادت کی۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پنجاب مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۵۱ء میں دوبارہ ممبر اسمبلی منتخب ہوئے۔ زندگی میں کئی بار قید ہوئی اور ہندوستان کی ہر بڑی جیل میں قید رہے۔

بیرسٹر میاں عبدالعزیز مالواڈہ اہل حدیث کا سپوت اور ہندوستان کی وکالت کا بڑا نام تھا۔ مسلم لیگ پنجاب کے عرصہ دراز تک صدر رہے۔ کئی بار میونسپل کمیٹی لاہور کے ممبر اور میئر رہے۔ قائداعظم سے ذاتی مراسم اور علامہ اقبال سے دوستی تھی۔ ۱۹۳۶ء کو عام انتخابات کے لیے پارلیمانی اجلاس کئی روز تک ان کی رہائش گاہ مالواڈہ ہاؤس لاہور میں ہوا جس کی صدارت قائداعظم اور علامہ اقبالؒ نے کی۔ جلیانوالہ سانحہ کے بعد جب مولانا آزادؒ گاندھی جیؒ اجمل خاں اور علی میاں لاہور آئے تو انہیں اسی مقام پر پناہ ملی۔ میاں صاحب کی خدمات کی داستان بڑی طویل ہے وہ اور مولانا عبدالقادر قصوری پارلیمانی بورڈ کے ممبر تھے۔

تحریک پاکستان میں اکابر وعمائد اہل حدیث کی ہلکی سی جھلک اور ان پر بانیٔ پاکستان اور مصورِ پاکستان کے اعتماد کا دھندلا سا خاکہ نذر قارئین ہے۔ ان کی اور دیگر اکابر اہل حدیث کی خدمات اور تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے ان کی کٹھن اور صبر آزما جدوجہد تاریخ پاکستان کا ایک روشن باب ہے جو رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کی راہ نمائی کرتا رہے گا اور آنے والا اہل حدیث فرزند وپدر اس پر فخر کرتا رہے گا۔

مگر قارئین کرام! غور طلب امر یہ ہے کہ جس عظیم نصب العین کے لیے ہمارے اسلاف نے قربانیاں دیں اور ہمیں دنیا میں ایک آزاد ریاست لے کر دی' کیا ہم اسے اپنے آباء کے خوابوں کی عملی تعبیر بنا سکے؟ کیا پاکستان کو اسلامی جمہوری مملکت بنا سکے؟ کیا لا الہ الا اللہ کا پرچم بلند کر سکے؟ کیا طبقاتی استحصال کا خاتمہ کر لیا؟ کیا فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر سوچنے لگے؟ کیا دہشت گردی کے عفریت پر قابو پا لیا؟ کیا ہم سب اسلام کے پرچم تلے جمع ہو گئے؟ اور اپنے تمام تر تنازعات کا حل قرآن وحدیث سے نکالنے لگے؟ اگر نہیں تو آئیں اور سوچیں اس یوم آزادی پر تجدید عہد کریں کہ اپنے اسلاف کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور دنیا کو متحد قوم بن کر دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین! ..... (ڈاکٹر عبدالغفور راشد)

برطانیہ میں مقیم مسلمان الطاف کے خلاف کارروائی کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالیں۔ پروفیسر ساجد میر

برطانیہ میں مقیم مسلمان الطاف کے خلاف کارروائی کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالیں۔ ان خیالات کا اظہار امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے برطانیہ میں مسلم کمیونٹی کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ الطاف حسین نے بھارت اور نیٹو افواج کو براہ راست پاکستان پر حملے کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں بیٹھا شخص برطانوی شہری ہونے کے باوجود پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کو ہوا دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الطاف حسین جیسے لوگوں کے رویوں کی وجہ سے پاکستان کی معاونت سے عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ بری طرح متاثر ہوئی۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ الطاف حسین نے ہمیشہ پاکستان اور اس کے قومی سلامتی کے اداروں کی تضحیک کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ الطاف حسین کی ہرزہ سرائی غداری کے زمرہ میں آتی ہے اور آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت کارروائی کا تقاضا کرتی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ کراچی سمیت ملک بھر کے مہاجرین کو الطاف حسین سے اظہارِ لاتعلقی کرنا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارت اور نیٹو افواج کو پاکستان پر حملے کی دعوت دینا کہاں کی حب الوطنی ہے؟ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اگست کا مہینہ وطن عزیز کے حصول کے لیے لاکھوں جانوں' مال اور عزتوں کی قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ الطاف حسین نے پاکستانیوں کے تحریک آزادی کے دوران لگے زخم پھر تازہ کر دیئے ہیں۔

برطانیہ میں مقیم پاکستانی اسلام اور ملک کے سفیر ہیں۔ پروفیسر ساجد میر

برطانیہ میں مقیم پاکستان اسلام اور ملک کے سفیر ہیں۔ ان خیالات کا اظہار چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی سینٹ وامیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے برطانیہ میں مسلم کمیونٹی کی تقریب میں شرکت کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد دیانتداری سے فرائض انجام دیتے ہوئے پاکستان اور اسلام کی اصلی تصویر پیش کریں۔ مسلم کمیونٹی اپنی شناخت ہر صورت برقرار رکھے اور اسلامی اقدار کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ مسلمانوں کو ہر جگہ اور ہر وقت اسلامی اصولوں کی پاسداری کرنی چاہیے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

زندگی میں وراثت کا مطالبہ

سوال میں اپنے بیٹے کو علیحدہ کرنا چاہتا ہوں' لیکن وہ علیحدہ ہونے سے پہلے میری جائیداد سے اپنا شرعی حصہ مانگتا ہے۔ میں بھی اس کے شرعی حصے پر راضی ہوں' کیا میں اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو اس کا شرعی حق دے سکتا ہوں؟

جواب شریعت اسلامیہ میں انتقال ملکیت کی دو صورتیں ہیں: اختیاری اور غیر اختیاری۔ اختیاری طور پر انتقال ملکیت اگر معاوضے کے ساتھ ہے تو اسے بیع یا اس کے مشابہ عقود کا نام دیا جاتا ہے اور اگر بلا معاوضہ ہو تو ایسا ہبہ یا وصیت کی صورت میں ممکن ہے۔ انتقال ملکیت کی دوسری صورت جو غیر اختیاری ہے وہ ملکیت کو خود بخود مورث کی طرف سے اس کے ورثاء کی جانب منتقل کر دیتی ہے جس میں مورث کے ارادہ' نیت یا اختیار کو کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ اس لیے اس قسم کے انتقال ملکیت کو شرعی اصطلاح میں ''وراثت'' کہا جاتا ہے۔

صورت مسئولہ میں شرعی حصہ لینے دینے پر اظہار رضا مندی' انتقال ملکیت کی یہ آخری صورت معلوم ہوتی ہے۔ سائل کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس غیر اختیاری انتقال ملکیت کو اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے ورثاء کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے لیکن وراثت کے طور پر ایسی تقسیم اپنی زندگی میں جائز نہیں۔ کیونکہ انتقال ملکیت کی آخری صورت میں وراثت کا استحقاق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ مورث کی موت حقیقتاً یا حکماً واقع ہو چکی ہو۔ اپنی زندگی میں جیتے جی کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ کے قانون اور ضابطے کو ہاتھ میں لے کر اپنی جائیداد کو بطور وراثت اپنے ورثاء کی طرف منتقل کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ورثاء پر زیادتی کا امکان باقی رہتا ہے جو جائز نہیں۔ جیسا کہ تقسیم جائیداد کے بعد اگر کوئی وارث اس کی زندگی میں فوت ہو گیا تو اسے جو حصہ دیا گیا تھا وہ اس کا وارث نہ تھا۔ کیونکہ وراثت میں مورث کی موت کے ساتھ وارث کی زندگی کا تعین انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ مورث کی زندگی میں فوت ہو جانے والا خود بخود وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس بناء پر صورت مسئولہ میں باپ کی زندگی میں بیٹے کا اپنے ''شرعی حصے'' کا مطالبہ کرنا اور باپ کا اس پر راضی ہونا دونوں ناجائز ہیں۔ البتہ ہبہ یا عطیہ میں ایسا ہو سکتا ہے لیکن اسے شرعی حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ تو والد کی رضا مندی پر موقوف ہے۔ ہبہ میں دوسری اولاد کو بھی مساویانہ طور پر شامل کرنا ہوگا۔ ہاں اگر بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں شریک ہے تو اسے علیحدگی کے وقت اس کا کاروباری حصہ دیا جا سکتا ہے۔ بطور وراثت اپنے والد کی جائیداد سے شرعی حصے کا والد کی زندگی میں حقدار نہیں۔ واللہ اعلم!

کلمہ طیبہ کا ثبوت

سوال کسی حدیث میں کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ذکر آیا ہے' کتب احادیث میں اکثر ''لا الہ الا اللہ'' آتا ہے' ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر کلمہ طیبہ کا ذکر کسی حدیث میں ہے تو اس کی نشاندہی کریں؟

جواب ہمارے نزدیک اس قسم کے سوالات سے مراد اپنے دماغ اور ذہن کو فارغ کرنا ہے۔ کیونکہ ان کا کوئی بھی دینی یا دنیوی فائدہ نہیں۔ تاہم جن احادیث میں صرف ''لا الہ الا اللہ'' آیا ہے وہاں اس کے دوسرے جزو ''محمد رسول اللہ'' کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔ چنانچہ امام نوویؒ نے تبویب مسلم میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''لوگوں سے قتال کا حکم تا آنکہ وہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھیں۔'' (مسلم' الایمان' باب نمبر ۸)

اس عنوان کے تحت جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں ''لا الہ الا اللہ'' کا ذکر ہے۔ امام نوویؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ احادیث میں ''لا الہ الا اللہ'' کا ذکر ہے لیکن معنی کے اعتبار سے ''محمد رسول اللہ'' بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔

بعض احادیث میں توحید و رسالت پر مشتمل ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ذکر بھی آیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تکبر کرنے والی ایک قوم کا ذکر بایں الفاظ فرمایا: جب انہیں لا الہ الا اللہ کے متعلق کہا جاتا ہے تو تکبر کرتے ہیں۔'' (الصافات: ۳۵)'' مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جب کفر کرنے والوں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا سکون و اطمینان اپنے رسول اور اہل ایمان پر اتارا اور ان کے لیے کلمہ تقویٰ کو لازم قرار دیا کیونکہ وہ اس کے زیادہ حقدار اور اہل تھے۔'' (الفتح: ۲۶)

وہ کلمہ تقویٰ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے' صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین نے اس کلمہ سے تکبر کیا تھا۔ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی' باب ما جاء فی فضل الکلمۃ: صفحہ ۱۰۵' ۱۰۶)

اس سلسلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے تا آنکہ وہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہیں' نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔'' (الفتح الربانی: ج ۱' ص ۹۷)

اس حدیث میں بھی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی صراحت ہے۔

کلمہ طیبہ پر مشتمل ایک طویل حدیث بھی ذکر کی جاتی ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام نے غلطی کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ سے بایں الفاظ دعا کی: ''اے اللہ! میں تجھ سے محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔'' ..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''میں نے تو ابھی محمد ﷺ کو پیدا نہیں کیا تو نے کیسے اس کا نام لے لیا؟'' تو سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا: ''میں نے تیرے عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا ہے۔'' (مستدرک الحاکم: ج ۲' ص ۶۱۵)

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام حاکم کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور یہ پہلی روایت ہے جو میں نے اس کتاب میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے حوالے سے درج کی ہے۔ اس تبصرہ کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں: ''بلکہ یہ روایت خود ساختہ اور موضوع ہے' عبدالرحمٰن راوی واہی تباہی مچانے والا راوی ہے۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن مسلم الفہری کے متعلق بھی میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے جس پر اس حدیث کا دارومدار ہے۔''

بہرحال یہ روایت موضوع ہے' استاذی المکرم علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔ (الاحادیث الضعیفۃ: ج ۱' ص ۳۸)

ان احادیث کے علاوہ کلمہ طیبہ کے الفاظ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں: ''یہ اجماع صحیح ہے جیسا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے کلمے پر اجماع ہے۔'' (محلی ابن حزم: ج ۱۰' ۴۲۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا صحیح حدیث اور اجماع امت سے ثبوت موجود ہے۔ واللہ اعلم!

شادی کے موقع پر چھوہارے پھینکنا

سوال ہمارے ہاں نکاح کے موقع پر چھوہارے پھینکے جاتے ہیں' حاضرین انہیں لوٹتے ہیں' کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنا سنت ہے۔ کتاب وسنت سے اس کا کوئی ثبوت ہو تو وضاحت فرمادیں؟

جواب شادی کے موقع پر چھوہارے وغیرہ لٹانا ناجائز ہے کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تحقیر ہوتی ہے اور انہیں پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ خود ساختہ اور موضوع ہیں' ان میں چند ایک حسب ذیل ہیں:

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے شادی کی اور لوگوں نے آپ کے سر پر عجوہ کھجوریں لٹائیں۔

اس روایت میں ایک راوی سعید بن سلام کذاب ہے اور یہ اس کی روایت کردہ باطل حدیث ہے۔ (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ: نمبر ۱۲۴)

اس راوی کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث وضع کرتا تھا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ یہ کذاب راوی ہے۔ امام حاتم کا کہنا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ (لسان المیزان: ج ۳' ص ۳۰)

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی شادی میں شریک ہوئے تو وہاں میوے اور شیرینی پھینکی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لوٹنے کا حکم دیا۔ مزید فرمایا کہ میں نے تمہیں بوقت جنگ لشکر کی لوٹ مار سے منع کیا تھا' اس سے منع نہیں کیا۔

اس روایت میں بھی ایک راوی بشر بن ابراہیم انصاری ہے جو خود ساختہ روایات بیان کرنے کا عادی ہے۔ امام طبرانی نے اس روایت کو المعجم الاوسط میں بیان کیا ہے اور اس کی سند کو مجہول قرار دیا ہے۔ (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ: ۱۲۴)

ابن عدی کہتے ہیں کہ بشر بن ابراہیم انصاری راوی میرے نزدیک ان لوگوں سے ہے جو موضوع احادیث بیان کرتے ہیں۔ (الموضوعات لابن جوزی: ج ۲' ص ۲۶۵)

اس کے علاوہ اور بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں جن کی استنادی حیثیت انتہائی کمزور ہے۔ ایسی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ بہرحال شادی بیاہ کے موقع پر ایسی رسوم سے اجتناب ضروری ہے جن پر عمل کرنے سے تحقیر کا پہلو نمایاں ہو۔ اللہ تعالیٰ صحیح احادیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

لوگوں کی غلطیوں سے اعراض

امام مسجد حرم
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود الشریم حفظہ اللہ

مترجم —— جناب عبدالقیوم/محمد ہاشم یزمانی —— نظرثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد!

اے لوگو! عقل مند وہ ہے جو ہمیشہ یہ سمجھتا ہے کہ اس دور میں کامل انسان کوئی نہیں، وہ یہ جانتا ہے کہ لوگوں میں کوتاہیاں ہیں۔ انسان اور اس کی زندگی میں کمی کوتاہی رہتی ہے اور اگر کوئی چیز خوش کن ہے تو کافی اشیاء پریشان کن بھی ہیں۔ ہر ایک کی لغزشیں بھی ہیں اور مصیبتیں بھی ہیں' کیا کوئی ایسا ہے جس کی ہر عادت اچھی ہو اور اس نے کبھی کوئی غلطی نہ کی ہو۔

اسی لیے ہر انسان کی کچھ فطری عادات ہوتی ہیں جنہیں کوئی چیز تبدیل نہیں کرسکتی۔ یہ حتمی بات ہے کہ لوگ ثابت قدمی، بردباری، سنجیدگی اور خلوص میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے حملوں اور سازشوں کے سامنے جو کم عقل لوگوں کو حماقت اور جلد بازی کی طرف دھکیل دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے انسان کی خود اعتمادی، متانت وسنجیدگی اپنے آپ کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مختلف ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ ایسے اسباب سے ہوتا ہے جنہیں اکثر لوگ سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں لیکن دانشوروں نے ان اسباب کو لایعنی اور بے مقصد چیزوں سے اجتناب کرنے میں جمع کیا ہے۔ ایسی بے مقصد اور لایعنی چیزوں سے اجتناب کرنے میں جمع کیا ہے۔ ایسی بے مقصد اور لایعنی عادات عام وخاص کی زندگی، قوموں اور ان کے سربراہوں، خاندانوں اور معاشرے کے افراد کو داغدار کرتی ہیں۔

جی ہاں! بے مقصد چیزوں سے بے توجہی برتنا قوت ہے ضعف نہیں، بردباری ہے کمزوری نہیں، صبر ہے لاچاری نہیں۔ ہر سنی سنائی بات پر کان دھرنا اور ہر چیز کی تہہ میں جانا یہ دونوں عادتیں شکوک وشبہات، بغض وکینہ اور نفرتوں کی تند وتیز آندھیوں کے موسم میں خلوص کو پراگندہ کرنے اور اجتماعیت کو پاش پاش کرنے، دلوں میں بدگمانی کے خیمے نصب کرنے میں کافی ہے۔

بعض اوقات لایعنی، بے مقصد اور فضول چیزوں سے اجتناب کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا تاکہ امن وامان کا قافلہ جاری رہے۔ اگر منزل دور ہو تو سفر طے کرنے کیلئے ہر طرف متوجہ ہونا نقصان دہ ہوتا ہے۔ کثرت سے ہر طرف متوجہ ہونا جلد سفر طے کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جو ہر ایک کی ہر چھوٹی بڑی غلطی کا مواخذہ کرے اس دنیا میں نہ اس کے پاس اس کی بیوی رہتی ہے اور نہ کوئی دوست' نہ بھائی اور نہ ہی کوئی ہمسایہ (وہ اکیلا رہ جاتا ہے۔) عقلمند کو یقین ہوتا ہے کہ فضول اشیاء کی طرف توجہ نہ دینا انتہائی خوبصورت ادب میں شامل ہے اور یہ انسان کو بے مقصد کاموں سے دور رکھنے میں معاون ہے۔ ایسا انسان یہ سب کچھ مصلحت کو رائج کرنے اور فساد کو ختم کرنے کیلئے کرتا ہے اور یہی نبی کریم ﷺ کا اخلاق ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کوئی نبی کبھی کسی کی ٹوہ میں نہیں رہا۔'' جب بعض ازواج نے خطا کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے متعلق فرمایا:

﴿وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ﴾ (التحریم: 3)

''(وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے) جب نبی ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے راز کی ایک بات کہی اور جب اس نے وہ بات (کسی اور کو) بتا دی اور اللہ نے آپ ﷺ کو اس (خیانت کاری) سے آگاہ کر دیا تو آپ ﷺ نے اس (بیوی) کو کچھ بات جتا دی اور کچھ سے اعراض کیا (چشم پوشی کی)۔''

> **ہر معاملہ کی ٹوہ میں نہ جانا، لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈنا اور دوسروں کے متعلق اپنے دل کو صاف رکھنا اور کسی کا عیب اپنے کانوں تک پہنچنے کو ناپسند کرنا منہج نبوی ہے۔**

ہر معاملہ کی ٹوہ میں نہ جانا، لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈنا اور دوسروں کے متعلق اپنے دل کو صاف رکھنا اور کسی کا عیب اپنے کانوں تک پہنچنے کو ناپسند کرنا منہج نبوی ہے۔ مسند احمد، ابوداؤد اور ترمذی کی مرفوع حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی کسی صحابی کے متعلق مجھے کچھ نہ بتلائے' میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو تمہارے متعلق میرا دل صاف ہو۔''

بندگانِ الٰہی! قابل تعریف وہ انسان ہے جو لوگوں کے عیبوں سے بے توجہی برتے اور ذہین وفطین ہو، نہ کہ نام نہاد دانشور اور غافل انسان ہو۔ کیونکہ پہلی خوبی ذہانت اور عقلمندی ہے اور دوسری عادت، جہالت اور حماقت ہے۔ زمانہ قدیم میں کہا گیا کہ کوئی بے وقوف قوم کا سربراہ نہیں بن سکتا لیکن قوم کا سربراہ وہ ہے جو بے مقصد امور سے غفلت برتے۔ ابن الوردی کی لامیہ میں اس کا دانش سے بھرپور قول ہے: ''فضول کاموں سے اجتناب برتو کیونکہ بھلائیاں صرف وہی خوش بخت سمیٹتا ہے جو فضول کاموں سے اجتناب کرے۔''

بندگانِ الٰہی! خلاصہ یہ کہ ناپسندیدہ کاموں سے غفلت اور عدم توجہ جو قابل تعریف ہے وہ اپنے دامن میں معافی، نرمی، جھکاؤ سمیٹے ہوئے ہے۔ جب غفلت برتنا اس معنی سے خالی ہو تو وہ مشکلات کا حصہ بن جاتی ہے نہ کہ آسانیوں کا اور یہ بہت سے جھگڑوں، نفرتوں اور دوسروں کے درپے ہونے کا سبب ہے۔ مروت وخوش بختی دوسروں کی لغزشوں میں کھو جانے، انہیں تلاش کرنے اور ڈھونڈنے میں خوشی محسوس کرنے اور ان کی نیت کو کھوجنے اور انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں نہیں بلکہ یہ عادات تو عذر ومعذرت قبول کرنے سے

روکیں گی' کسی کی چھوٹی سی غلطی اور لغزش کو تمہارے ہاں بدگمانی میں بدل دیں گی' نیتوں میں بگاڑ پیدا کر دیں گی اور دلوں کو جدا جدا کر دیں گی۔

اللہ تمہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ عافیت لانے کا یہ طریقہ نہیں۔ بلکہ اس سے تو عافیت جاتی رہتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے کہا گیا، عافیت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو (بے مقصد امور) سے بے توجہی برتنے میں ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: ''عافیت کے دس حصے ہیں اور یہ تمام ان امور سے بے توجہی میں ہیں۔''

امام ابومحمد ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کوشش کیا کرو کہ اپنا دامن اعتراضات سے بچا کر رکھو اور اس بات سے بچو کہ آپ کو چالباز کہا جائے اور تمہارے مخالفین زیادہ ہو جائیں۔ اس کیوجہ سے بعض اوقات وہ آپ کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ آپ کی جان ہی لے لیں۔ اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا: (بے مقصد امور سے) بے توجہی بہت سے شر کو مٹا دیتا ہے۔''

بندگانِ الٰہی! بے مقصد کاموں کی طرف کان نہ دھرنے والا اپنے مخالف کو خاموش کرا دیتا ہے۔ اس کی تکلیف میں اضافے کا سبب بنتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی بدخصلت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ گالیاں بکتا ہے اور یہ ایسے گزرتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں اور یہ زبان حال سے کہہ دیتا ہے کہ اس نے کسی اور کو گالی دی ہے۔ میں ایک بدخصلت کے قریب سے گزرا تو اس نے گالیاں بکنا شروع کر دیں۔ میں وہاں سے ایسے گزرا جیسے یہ کسی اور کو گالیاں بک رہا ہے۔

اس بے توجہی سے جھگڑے کم ہوتے ہیں، دل بامقصد امور کی طرف راغب ہوتا ہے اور بے فائدہ کاموں سے ہٹ جاتا ہے، جو آدمی ان امور سے بے توجہی نہیں برت رہا وہ لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس کے اہل وعیال، پڑوسی، دوست واحباب اس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔

کسی نے بہت خوب کہا ہے: ''جب ہر معاملے میں تو اپنے دوست کو ڈانٹے گا تو ہر ملنے والا تجھے بھی ڈانٹے گا۔'' تو اکیلا رہے یا بھائی کے ساتھ رہے، اگر کبھی اس سے غلطی ہوتی ہے تو کبھی وہ غلطی چھوڑ بھی دیتا ہے۔ جب تو بار بار آلودہ پانی نہ پیئے تو پیاسا رہے گا اور ایسے کون لوگ ہیں جن کے مشروبات صاف ہیں۔

بادِ نسیم بھی ہمیشہ ایک ہی طرح کی نرمی اور خوشگواری سے نہیں چلتی بلکہ لازمی طور پر اس کے جھونکوں میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ کبھی تو آپ اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں تو کبھی اس کی شدت سے بچنے کیلئے پناہ ڈھونڈتے ہیں، بالکل یہی معاملہ زندگی کا بھی ہے، دوسرے لوگوں کی حالت بھی ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، چنانچہ جو شخص دوسروں کی لغزشوں اور غلطیوں کے پیچھے پڑ گیا اور پھر ان کا کڑا محاسبہ اور انتقام لینے لگ گیا اور چشم پوشی سے اکثر غافل رہا تو وہ ایک دن خود کو بالکل تنہا پائے گا کہ لوگوں کی اکثریت جس سے بچنے کی کوشش کرے گی۔ بڑی مصلحت کے مقابلے میں بہت ہی گھٹیا چیز کے حصول کیلئے اس نے جو اپنا قیمتی وقت برباد کیا، وہ اس کے علاوہ ہے، جو وقت ضائع ہو گیا اس کی تلافی اور ازالہ ممکن نہیں کیونکہ اب تو سوائے اجزاء اور باقی ماندہ چند جزئیات کے کچھ بچا ہی نہیں ہوتا۔ یہ تو معلوم ہے کہ جو ساری محنت بچھو مارنے پر کر دے وہ قافلہ زندگی میں پیچھے رہ جائے گا اور ہمیشہ شکار کے تعاقب میں رہے وہ باقی امور زندگی سے غافل رہتا ہے۔

قصداً اعراض برتنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، قصداً غفلت برتے بغیر اتفاق واتحاد اور وحدت کا حصول ممکن نہیں اور نہ ہی عمداً بے توجہی برتے بغیر جذبۂ ایثار و قربانی پروان پا سکتا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد!

اے بندگانِ خدا! اللہ سے ڈر جاؤ اور جان لو کہ بعض معاملات میں قصداً بے توجہی اور غفلت برتنا ایک ایسی کشادہ صفت ہے کہ جو ہر طبقے کو اپنے اندر شامل کرتی ہے۔ بعض افراد کو چھوڑ کر معاشرے کے بعض مخصوص افراد کے ساتھ ہی صرف اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ اس میں معزز، کم رتبے والا، حاکم، محکوم، رئیس، عوام، استاذ، شاگرد، باپ، اولاد، شوہر اور بیوی ہر کوئی شامل ہے۔ دنیاوی زندگی میں جو کوئی بھی اپنے آپ کو دیگر لوگوں اور خود کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہتا ہے اس کے لیے اس صفت سے راہِ فرار ممکن نہیں۔

قصداً اعراض برتنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، قصداً غفلت برتے بغیر اتفاق و اتحاد اور وحدت کا حصول ممکن نہیں اور نہ ہی عمداً بے توجہی برتے بغیر جذبۂ ایثار و قربانی پروان پا سکتا ہے۔ دانائی اور عمدہ سیاست پر مبنی یہ ایسی اچھی عادت ہے جس سے لوگوں کو گرویدہ کیا جا سکتا ہے، اس کے ذریعے تکلیف دہ بات کی حدت بھی کم ہو جاتی ہے، ادب کی بلندی حاصل ہوتی ہے، مقام و مرتبے میں اضافہ ہوتا ہے اور قصداً ناسمجھ بننے والا ادب کے بلند زینے طے کر لیتا ہے۔

اسی لیے جان بوجھ کر غفلت برتنے اور اعراض کرنے کا بہترین ڈھنگ وہی لوگ جانتے ہیں جن کے دماغ روشن اور دل فراخ ہوں، جبکہ ان کے علاوہ لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس صفتِ حسنہ اور ان کے درمیان مشرق ومغرب جتنی دوری ہوتی ہے۔ کیا ہی برے دل پائے ہیں ان لوگوں نے!! اور کیا ہی بری عقلیں ان کے حصے میں آئی ہیں!! ان کی عادت یہ ہو چکی ہے کہ لوگوں کی لغزشوں کو شمار کرتے اور انہیں گنتے رہتے ہیں۔ بات کا بتنگڑ بناتے اور پہلے سے موجود مصیبت میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، لوگوں کی غلطیاں گنتے گنتے اور ان پر طعنہ زنی کرتے کرتے ان کی طبیعتوں میں اشتعال آ چکا ہے اور ان کی عقلوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔

صحیح معنوں میں غور وفکر کرنے والا عقل مند انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول بیان فرمایا ہے کہ:

﴿قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝﴾ (یوسف)

''ان لوگوں (برادرانِ یوسف (علیہ السلام)) نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس پر کیا تعجب' اس سے پہلے اس کے ایک حقیقی بھائی نے بھی چوری کی تھی یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان پر ظاہر نہیں کیا)۔''

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے، اچھی طرح جان لو کہ مومن بڑا ہی دانا اور زیرک ہوتا ہے، نصیحت و خیر خواہی کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے اور بڑا ہی تیز نگاہ ہوتا ہے کہ وہ کند ذہنی اور قصداً بے توجہی کے درمیان فرق کو ملحوظِ خاطر رکھتا ہے کیونکہ قصداً بے توجہی ایک اعلیٰ صفت جبکہ غفلت ایک حقیر اور گھٹیا عادت ہے۔

یہاں پر بہت سے لوگوں کو معیارِ تغافل (قصداً بے توجہی) برتنے میں غلطی لگی، وہ اچھی چیز سے بے توجہی برتنے اور قبیح چیز کا اظہار کرنے لگے، حق بات کو حق اور باطل کو باطل کہنے کو بھی انہوں نے قصداً بے توجہی جیسی پسندیدہ صفت میں شمار کر لیا۔ یہاں تک کہ صفتِ تغافل (قصداً بے توجہی اختیار کرنا) ان کے ہاں ایک فضول سی چیز بن گیا کیونکہ اس میں وہ اعلیٰ چیز کے بدلے ادنیٰ اور گھٹیا چیز کا انتخاب کر بیٹھتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الادب المفرد'' میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو سلمہ کا قول نقل کیا ہے کہ ''صحابہ کرام نہ تو راہِ راست سے انحراف کرنے والے تھے اور نہ ہی زندہ ہوتے ہوئے خود کو مردہ ظاہر کرتے تھے، بلکہ اپنی مجلسوں اور محفلوں میں اشعار پڑھتے اور اپنے دورِ جاہلیت کی کئی باتوں کو یاد کیا کرتے تھے، البتہ اگر اللہ تعالیٰ کے دین کی کوئی بات آتی اور اس کے خلاف کوئی ان سے امید کرتا تو وہ اسے گھور کر دیکھتے۔''

قصداً بے توجہی اختیار کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان فتنے میں پڑ جائے اور اپنے آپ کو دھوکے اور سازشوں کا شکار بننے سے نہ روک پائے اور ایک ہی معاملے میں ایک سے زائد مرتبہ دھوکہ کھا جائے، کیونکہ غافل اور کند ذہن انسان دھوکہ کھا جاتا ہے اور قصداً بے توجہی اختیار کرنے والا انسان دھوکے والے معاملے سے بچ نکلتا ہے۔ بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ ''مومن انسان ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔''

اے اللہ! اپنے دین، کتاب، نبی ﷺ کی سنت اور مومن بندوں کی مدد فرما۔ اے اللہ! اے ارحم الراحمین! مسلمانوں میں سے جو لوگ غم زدہ ہیں ان کے غم دور فرما۔ مصیبت زدگان کی مصیبتیں کافور فرما۔ مقروض لوگوں کو قرضوں کے بوجھ سے نجات عطا فرما اور ہمارے اور مسلمانوں کے بیماروں کو شفا یاب فرما۔ اے اللہ! اے رب العالمین! ہمیں ہمارے وطنوں میں امن عطا فرما۔ ہمارے حکمرانوں، ائمہ اور پیشواؤں کی اصلاح فرما اور ہمارے حکمران ایسے لوگوں کو بنانا جو تجھ سے ڈرنے والے ہوں، تیرا خوف جن کے دلوں میں ہو اور تیری خوشنودی جن کا مطمع نظر ہو۔ آمین!

بقیہ یوم آزادی

ناجائز، غیر قانونی اور غیر منصفانہ ہے اور رہے گا کیونکہ وہاں فلسطین پر ناجائز تسلط اور لوگوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالا جا رہا ہے۔ نیز یہودی بستیوں کی غیر قانونی آباد کاری جاری ہے۔ پاکستان کا مسئلہ اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ یہ خطہ ارض اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا جس کی بنیاد دو قومی نظریہ تھا۔ زمین کا یہ ٹکڑا اس لئے بھی مقصود تھا کہ مسلمان آزادی کے ساتھ مذہبی عقائد اور رسومات ادا کر سکیں۔ لیکن آج یوم آزادی کا دن ہم سے یہ استفسار کرتا ہے کہ کیا ہم نے پاکستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا ہے یا کفار کی رسومات اور عقائد کسی نہ کسی طریقہ سے لوگوں کے اذہان میں بٹھائے جا رہے ہیں؟؟ کچھ اہل دانش یہ سوال اٹھاتے نظر آتے ہیں کہ جس وطن کی خاطر ہمارے اسلاف نے خون بہایا تھا، آخر اس وطن کی خاک اور وسائل کو لوٹنے اور اس کا ضیاع کرنے سے ملک کو اس نہج پر پہنچانے کی کیا ضرورت تھی؟ آج بھی ہمارے بزرگ یہ سوال پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آخر دو قومی نظریہ کے رکھوالے کیوں امریکی مفاد کے محافظ بن چکے ہیں؟ وطن عزیز میں دردِ دل رکھنے والے صاحبان یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس مملکت پر جانیں نچھاور کرنے والے لوگوں پر کیوں بیرونی ایماء پر گولیاں برسائی جاتی ہیں؟ صاحب علم افراد ملک میں بڑھتی ہوئی کرپشن اور لوٹ مار سے پریشان نظر آتے ہیں۔ آزادی کا یہ دن بحیثیت قوم ہمیں ان سوالات کے جوابات کی تلاش پر زور دیتا ہے۔

14 اگست کا تاریخی دن ہر سال ہمیں اس بات کی یاددہانی کرواتا ہے کہ ہمیں اپنے آباؤ واجداد کی قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان شہداء نے ارضِ پاک کے لیے اپنا تن، من اور دھن نچھاور کر دیا۔ اس دن کی مناسبت سے تمام پاکستانیوں کا فریضہ ہے کہ وہ باہم مل کر اس دیس میں امن و امان کو بحال کریں اور اس کا دفاع ناقابل تسخیر بنائیں۔ اس مقصد کے لیے آپس کے لسانی، سیاسی، مذہبی اور علاقائی تعصبات کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ پاکستان کی تشکیل کا یہ یادگار دن مطالبہ بھی کرتا ہے کہ ہم اپنی زیست میں قرآن و سنت کا نظام لاگو کر کے بیرونی اثرات کو مکمل طور پر ٹھکرا کر پاکستان کی فلاح کے بارے میں سوچیں۔ یقیناً یوم آزادی ایک تاریخی دن ہے جس پر ہر کوئی مسرور نظر آتا ہے۔ لیکن نوجوان نسل پر یہ لازم ہے کہ وہ اس دن کی اہمیت، مقاصد اور اس کے تاریخی پس منظر سے آگاہ ہوں اور اپنے وطن اور دین کی صحیح معنوں میں خدمت کریں۔ آمین!، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہو گا نغمۂ توحید سے
(اقبالؒ)

بقیہ قیام پاکستان اور اس کے اہم تقاضے

عالمی استعمار اور اس کے مقامی گماشتوں کی پیدا کردہ ہے۔ یہ ملک آج سے ۶۸ سال پہلے جن حالات میں معرضِ وجود میں آیا، اس کی نسبت تو آج ہم بہت ترقی کر چکے ہیں۔ ہم ایک ایٹمی قوت ہیں۔ ہمارے وسائلِ زندگی میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ ہم تعلیم اور ابلاغ کی منزلوں کو طے کر رہے ہیں۔ ہمارا ایک روشن مستقبل ہے اور ہمیں ان شاء اللہ اس وطن عزیز کو عالم اسلام کے لیے ایک ماڈل بنانا ہے اور امنِ عالم کے فروغ میں اپنا مثبت کردار انجام دینا ہے۔ معاشرے میں ہر نوع کے ذمہ داران انہیں اور مملکت کی عزت اور خوشحالی میں اپنا کردار ادا کریں۔ حکمرانوں اور قیادت کی اپنی ذمہ داریاں ہیں مگر علمائے کرام، اساتذہ اور ابلاغ کے اداروں پر بھی اس تبدیلی کی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

وہ جو چاہے تو اگا دے سینۂ صحرا سے چشمے

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

یومِ آزادی

تحریر: جناب محمد طاہر اسلم

عشق و آزادی بہارِ زیست کا ساماں ہے
عشق میری جاں' آزادی مرا ایماں ہے
عشق پہ کر دُوں فدا میں اپنی ساری زندگی
اور آزادی پہ مرا عشق بھی قربان ہے

خالق کائنات نے حضرت انسان کو جو نعمتیں دی ہیں ان میں سے ایک نعمت آزادی بھی ہے۔ رب کائنات نے ہر انسان کو آزاد پیدا فرما کر اسے اچھائی، برائی کی تمیز عطا فرمائی ہے۔ درحقیقت آزادی کے معنی اور مفہوم وہ فطری آزادیاں ہیں جو کہ پیدائشی طور پر بنی نوع انسان کو حاصل ہیں۔ جب یہ پیدائشی اور فطری آزادیاں منفی قوتیں سلب کرنا شروع کر دیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ان منفی عناصر کے ہتھکنڈوں کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے اپنے نیک مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ظلم وستم اور انگریزوں کے ناجائز تسلط کے خلاف تحریک آزادی کے دوران کیا۔ یہ مسلمانوں کیلئے انتہائی پُرآشوب دور تھا جب وہ محکوم، انگریز حاکم اور ہندو اُن (انگریزوں) کے ہم نوا تھے۔ ہندو قوم اپنی مسلم دشمنی اور مکاری کی بنا پر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے تھے جن میں انہیں انگریزوں کی مکمل آشیر باد حاصل تھی۔ مسلمانوں کے سیاسی، مذہبی، تعلیمی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حقوق غصب کیے جا چکے تھے۔ برصغیر میں کوئی مسلمان اچھی ملازمت کا حق دار تھا اور نہ ہی تعلیم حاصل کرنے کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو اپنی مذہبی عبادات کھلم کھلا ادا نہ کرنے پر مجبور کیا جاتا بلکہ انہیں ہندووانہ رسومات اور بندے ماترم کی جبراً تعلیم لینے پر قائل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ حالانکہ دین اور مذہب کے اعتبار سے ہندو اور مسلم دو الگ قومیں تھیں اور دونوں کے جدا جدا نظریات حیات تھے۔ مثال کے طور پر ہندو گائے کی پوجا کرتے اور اسے معتبر گردانتے۔ اُن کے برعکس مسلمان گائے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرتے تھے جس پر اکثر فساد برپا ہو جاتا تھا۔ ان نامساعد حالات میں کئی مسلم علماء کرام اور مدبر رہنماؤں نے مسلمانوں میں تعلیمی اور سیاسی شعور اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ ان رہنماؤں میں سرسید احمد خاں، شاہ ولی اللہ، علامہ اقبال اور قائداعظم رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو اقلیت تصور کیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ اچھوتوں جیسا رویہ اپنایا جاتا تھا۔ اسی سوچ کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں نے اپنے لیے ایک آزاد اور نظریاتی ریاست کا نعرہ لگایا (پاکستان کا مطلب کیا..... لا الہ الا اللہ)

پاکستان کے قیام کی اساس بھی یہی نعرہ نظریہ قرار پایا جسے دوقومی نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ دوقومی نظریہ سے مراد مسلمانوں کو اقلیت کی بجائے اکثریت اور ایک قوم کے طور پر اپنا تشخص قائم کرنا تھا کیونکہ ہندو صرف خود کو ہی قوم کے طور پر دنیا میں پیش کرتے تھے۔ نظریہ پاکستان یا دوقومی نظریے سے یہ امر عیاں ہو گیا کہ ہندو اور مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح جو اپنے ابتدائی سیاسی زیست میں ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کے طور پر جانے جاتے تھے' بھی اسی نظریہ ہی کی بدولت (اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بدولت) افتراق اور انتشار کا شکار مسلم قوم کی شیرازہ بندی کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مسلمانوں کے لیے ایمان، اتحاد اور تنظیم جیسے سنہری اصول وضع کیے۔ 23 مارچ 1940ء کی

> قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان ایک ایسی اسلامی، فلاحی اور جمہوری ریاست ہو جہاں مسلمان مذہبی، معاشی اور سماجی آزادی کے ساتھ زندگی رواں رکھ سکیں۔

تاریخی قرارداد میں انہوں نے فرمایا:

''اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت مختلف اور جداگانہ معاشرتی نظام ہیں۔ یہ محض ایک افواہ ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے اور نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔''

قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان ایک ایسی اسلامی، فلاحی اور جمہوری ریاست ہو جہاں مسلمان مذہبی، معاشی اور سماجی آزادی کے ساتھ زندگی رواں رکھ سکیں' لیک موقع پر آپؒ نے فرمایا:

''پاکستان کا مطالبہ اس لیے کیا تھا کہ ہم مسلمان تھے اور ایسا خطۂ زمین چاہتے تھے کہ یہاں ہم مسلم قومیت کی حیثیت سے زندہ رہ سکیں اور اپنی زندگیوں کو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔''

تخلیق پاکستان کے لئے مسلمانان ہند اقبال کے افکار اور جناح کی ولولہ انگیز قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے یکجا ہوئے۔ انہوں نے مسلم لیگ اور محمد علی جناح کی صورت میں اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کا مصمم قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکستان جیسی نعمت سے 14 اگست 1947ء کو نوازا۔ اس مقصد کے حصول کی غرض سے مسلمانوں نے اپنی جان و مال کی بھی پروانہ کی۔ تقسیم کے وقت سکھوں اور ہندوؤں نے مشترکہ طور پر مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ معصوم بچوں کو نیزوں کی اَنیوں میں پرو کر جبر کی تاریخ رقم کی گئی۔ سینکڑوں مسلم خواتین کی بے حرمتی کر کے ظلم وستم کی داستاں لکھی گئی۔ پاکستان آنے والے مہاجرین کی جمع پونجی کو بے دردی سے لُوٹا گیا۔ کافی سارے لوگ اپنی زمینیں اور جائیدادیں چھوڑ کر پاکستان ہجرت کر آئے تھے۔ دنیا کی تاریخ میں قیام پاکستان کے وقت ہونے والی ہجرت جیسی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوئی ہے سحر پیدا

اقوام عالم کا ماضی اس بات کا شاہد ہے کہ مذہب کی بنیاد پر صرف دو ہی ملک وجود میں آئے۔ ان میں سے ایک اسرائیل اور دوسرا پاکستان ہے۔ اسرائیل کا قیام مکمل

باقی صفحہ 8 پر

قیام پاکستان اور اس کے اہم تقاضے

تحریر جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر

مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک منفرد محلِ وقوع، جغرافیائی عوامل، معدنی ذرائع، نظریاتی تشخص اور ثقافتی وجود رکھتی ہے۔ اگر اس خطے میں مسلم تاریخ کا کھوج لگایا جائے تو بانیٔ پاکستان محمد علی جناحؒ کے بقول پاکستان تو اسی روز معرضِ وجود میں آ گیا تھا، جب کسی مسلمان نے سب سے پہلے اس خطے پر قدم رکھا تھا۔ 711ء میں محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ برصغیر میں پہلی اسلامی ریاست کا آغاز ہوگیا۔ اگرچہ اس سے پہلے عہدِ فاروقی میں مکران (بلوچستان) کے علاقے میں صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت قدم رنجہ فرما چکی تھی۔ ان کی قبور آج بھی وہاں پر موجود ہیں، جن کی نسبت سے پنج گور کا قصبہ معروف ہے۔ صحاح ستہ کے ایک مجموعے کے مدون امام ابوداؤدؒ کا تعلق بجستان سے ہے، جو اُس عہد میں بلوچستان کی جغرافیائی حدود میں تھا۔ یوں برصغیر میں اسلامی سلطنت کو اصل قوت سندھ اور بلوچستان کے راستے سے فراہم ہوئی۔ امویوں اور عباسیوں نے سندھ میں اپنے گورنر مقرر کیے جس کے نتیجے میں ۲۸۲ سال تک عرب خاندانوں کی حکومت سندھ میں قائم رہی۔ اس کے بعد مقامی سومرہ خاندان کی حکمرانی شروع ہوئی۔ اس مقامی حکومت نے باطنی مذہب کو اپنا لیا، جس کے باعث اس کی سیاسی وفاداریاں فاطمینِ مصر کے ساتھ قائم ہوگئیں۔ اسی دور میں افغانستان میں غزنوی برسرِ اقتدار آئے۔ ہندوستان میں اس زمانے میں جے پال کی حکومت تھی جو غزنویوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو روکنا چاہتا تھا مگر سبکتگین نے اسے غزنی کے قریب شکست دی اور نتیجتاً وہ صلح پر مجبور ہوگیا۔ غزنوی سلطنت کی سرحدیں پشاور تک قائم ہوگئیں۔ محمود غزنوی نے ۱۰۲۲ء میں پنجاب کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا اور لاہور کو پایۂ تخت بنایا جہاں ۹۱۸ سال بعد بانیٔ پاکستان محمد علی جناحؒ کی صدارت میں دوقومی نظریے پر مبنی ایک اسلامی ریاست کے قیام کی قرارداد منظور ہوئی۔

برصغیر کی ملتِ اسلامیہ ایک ہزار سالہ اقتدار کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں سیاسی اقتدار سے محروم ہو کر قعرِ مذلت میں گر گئی۔ لیکن بہت جلد اس میں آزادی کی تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے مسلمانوں کے تنِ خستہ میں ایک نئی روح ڈال دی۔ تحریکِ مجاہدین نے ایک ولولۂ تازہ دیا۔ اکبرالٰہ آبادی کی شاعری نے مغربی تہذیب کا نقاب اتار دیا۔ حالی کی مسدس نے ماضی کے جھروکوں سے مستقبل کی درخشندگی کی تصویر دکھائی۔ اقبال نے ملت کی خاکستر میں چھپی چنگاریوں کو شعلۂ جوالہ بنا دیا۔ ملتِ اسلامیہ کی درماندگی پر فطرت کو رحم آ گیا اور بانیٔ پاکستان محمد علی جناحؒ کی صورت میں وہ بطلِ جلیل اور مردِ حریت سامنے آیا جس نے ملّی قیادت کے پرچم کو سربلند کر دیا۔ بیسویں صدی کی ملتِ اسلامیہ کے پاس قائداعظمؒ سے بہتر سیاسی بصیرت اور تدبر رکھنے والی کوئی اور شخصیت نہ تھی۔ متوسط درجے کے کاٹھیاواڑی تاجروں کے سپوت نے انگریز کے پٹھوؤں اور ان کے کاسہ لیس جاگیرداروں کی دوغلی پالیسی کے باوجود منزل مراد کو حاصل کر لیا۔ یہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا سیاسی معجزہ تھا۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

بیسویں صدی کی ملتِ اسلامیہ کے پاس قائداعظمؒ سے بہتر سیاسی بصیرت اور تدبر رکھنے والی کوئی اور شخصیت نہ تھی۔ متوسط درجے کے کاٹھیاواڑی تاجروں کے سپوت نے انگریز کے پٹھوؤں اور ان کے کاسہ لیس جاگیرداروں کی دوغلی پالیسی کے باوجود منزل مراد کو حاصل کر لیا۔

پاکستان کو وجود میں آئے ہوئے ۶۸ برس گزر چکے ہیں۔ یہ عرصہ قوموں کی زندگی میں کوئی معمولی اہمیت نہیں رکھتا۔ کم از کم تین نسلیں اس میں پرورش پا چکی ہیں۔ مگر قومی اور ملی سطح پر ابھی تک ہم بہت سی محرومیوں اور مایوسیوں کا شکار ہیں۔ اٹھارہ کروڑ کی آبادی کا موجودہ پاکستان عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت ہے۔ اس کے زرعی اور معدنی وسائل ایسے ہیں کہ ہمیں خود انحصاری پر مبنی معیشت کو رواج دینا چاہیے۔ مگر ہماری معاشی صورتِ حال مسلسل قرضوں کے باعث مفلوج ہو چکی ہے۔ مہنگائی کا عفریت منہ کھولے وسیع تر آبادیوں کو نگل رہا ہے۔ ناخواندگی اور جہالت کی دلدل سے ہم ابھی تک باہر نہیں نکل سکے۔ جمہوری کلچر ہماری زندگی کا ناگزیر حصہ ہے مگر وقفے وقفے سے اس پر شب خون مارے جاتے ہیں۔ اس کا باعث اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہمارے ہاں اداروں کی نہیں افراد کی حکومت ہے، جو قومی تشکیل اور ملی مقاصد کے لیے کوئی مفید راہِ عمل نہیں۔ ہماری انتظامیہ قوم کی خدمت میں یکسر ناکام رہی ہے۔ انتظامی اور عدالتی اداروں کے زخم خوردہ لوگ ابھی تک غلامانہ ذہنیت سے نجات حاصل نہیں کر سکے۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی جس کی اس ملک کو سب سے زیادہ ضرورت ہے، ابھی تک مفقود ہے۔ نوجوان نسل بیروزگاری کے چنگل میں گرفتار ہے، اسے نجات دلانے کا کیا راستہ ہے، ہمیں اس کی چنداں فکر دکھائی نہیں دیتی۔ معاشرے کے بعض طبقات میں انتہا پسندی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ ہم ایک امتِ وسط اور اعتدال کے رویوں کو حاصل کیوں نہیں کر سکے، اس پر مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ ہماری مملکت کا ایک واضح دستور ہے جس کی حقیقی روح پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں صوبائی منافرت کے جراثیم ملی وجود کو بیمار کر رہے ہیں۔ توانائی کا بحران ہماری قومی اور صنعتی کارکردگی کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے، اس کے خاتمے کے لیے مناسب منصوبہ بندی کیوں نہیں ہے؟ معاشرے میں جرائم کی مسلسل بڑھتی ہوئی لہر کہیں رکنے کا نام نہیں لیتی، اس کے اسباب و وجوہ پر غور کر کے اس کے خاتمے کے لیے قومی سطح پر کاوش کیوں نہیں کی جاتی؟ ہمارا تعلیمی نظام اعلیٰ معیارات سے بہت

دور ہے۔ تحقیق ہمارے تعلیمی نظام میں وہ اعتبار حاصل نہیں کر سکی جو کسی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ثابت ہو سکتی ہے؟ دینی مدارس میں جو نصابِ تعلیم پڑھایا جا رہا ہے، اس کے نتیجے میں فرقہ وارانہ سوچ اور تنگ نظری پیدا ہو رہی ہے۔ اس میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ملی مقاصد کو بروئے کار لانے کی سوچ کیوں مفقود ہے؟ فقہ کا تقابلی مطالعہ اور جدید تمدنی مسائل پر اجتہادی بصیرت پیدا کرنے کے ذرائع پر توجہ کیوں نہیں دی جا رہی؟ اردو زبان ساٹھ سال گزرنے کے باوجود اپنا صحیح مقام حاصل نہیں کر سکی۔ علاقائی زبانوں کی ترقی کے ساتھ اس قومی زبان کی سرپرستی نہ کرنے کی بنا پر ہم اپنی ملی تشکیل اور قومی مزاج سے محروم ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے اگرچہ ملک میں بہت ترقی کی ہے مگر وہ اٹھارہ کروڑ افراد کو ایک متحد الفکر قوم بنانے کے فریضے سے غافل ہیں۔ میڈیا شعور تو پیدا کر رہا ہے مگر اس کے نتیجے میں ذہنی انتشار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عورتوں کے حقوق معاشرے میں پامال ہیں اور کم عمر بچے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے بجائے ایک بہت بڑی تعداد میں قبل از وقت ملازمت کرنے پر مجبور ہیں، جس کے باعث ان کی موزوں ذہنی تربیت پر ہماری کوئی توجہ نہیں۔ ایسے گوناگوں اسباب کی وجہ سے ہمیں عالمی سطح پر سامراجی قوتیں خوف زدہ کر رہی ہیں کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے اور یہ (معاذ اللہ) بہت جلد اپنا وجود کھو دے گی۔ بہت سے عناصر اس قسم کی مایوسی پھیلا کر قوم میں بے عملی، انتشار اور انارکی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہمارے نزدیک قومی سطح پر سب سے پہلے ہمیں اس مایوسی اور افسردگی کی فضا سے نکلنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان خدا کے فضل و کرم سے ایک توانا قوم اور موزوں وسائلِ معیشت کا ملک ہے، جس میں ترقی و تعمیر کے تمام تر امکانات موجود ہیں۔ اس ملک کی جغرافیائی صورتِ حال پر توجہ کریں تو جا بجا قدرت کی فیاضیاں دکھائی دیں گی۔ قومی اور ملی قیادت کا بحران اگر ختم ہو جائے تو ہم اپنے وسائل پر زندہ رہنے کی مکمل اور بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں جن اہداف پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔

ہمیں سب سے پہلے نظریاتی تشخص کا دفاع کرنا چاہیے۔ قومیں معاشی بحران سے ختم نہیں ہوتیں مگر نظریاتی اور ثقافتی شناخت کھو کر تاریخ میں مرقعِ عبرت بن جاتی ہیں۔ غربت بلاشبہ ہمارا بنیادی مسئلہ ہے مگر اس کا علاج معاشی ناہمواریوں کو ختم کر کے سادگی کے کلچر کو اپنانے میں مضمر ہے۔ قومی سطح پر ہم ایک سادہ طرزِ زندگی کے خوگر نہیں رہے۔ اس سلسلے میں حکام بالا اور خوش حال طبقے کو مثال قائم کرنا ہوگی۔ ہمارے بہت سے وسائل غیر تعمیری کاموں پر صرف ہو رہے ہیں۔ قرضوں کی معیشت کو ختم کر کے خود انحصاریت کے کلچر کو رواج دینا ہوگا۔

جہالت اور خواندگی ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ دوسرے تمام مسائل اس کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں۔ قومی سطح پر بہت جلد ایسی تعلیمی پالیسی بنانا چاہیے جس میں کم سے کم وقت میں مکمل خواندگی کی سطح کو حاصل کیا جا سکے۔ قومی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنائے بغیر یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو سکے گا۔ بیسیوں قسم کے نصاب ہائے تعلیم کے بجائے قومی سطح کے ایک مربوط نصابِ تعلیم کو جو ہماری نظریاتی اور ثقافتی قدروں سے ہم آہنگ ہو، فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیمی معیار اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اساتذہ کی ہمہ وقت تربیت اور ان کی ذہنی آسودگی کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کی علمی، تدریسی اور تحقیقی ترقی کے لیے موزوں ادارے نہیں بنائے گئے۔

دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام کو اب سنجیدگی سے اپنے نصابات کی تشکیلِ جدید پر توجہ دینا ہوگی، وگرنہ جس قسم کے ائمہ اور خطیب وہ پیدا کر رہے ہیں، نئی نسلیں ان سے مطمئن نہیں ہیں۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور معاشرتی وحدت کا نقیب ہے۔ ہم نے اس دینِ فطرت کو فقہی تنگ نائیوں کا شکار کر رکھا ہے اور یہ جدید تمدنی اور سائنسی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ علمائے کرام اگر اخلاص اور شعور سے توجہ دیں گے تو وہ ایک ایسی راہِ عمل ترتیب دے سکتے ہیں، جس سے ان کے علمی اور معاشرتی وقار میں اضافہ بھی ہوگا اور امت کی وحدت کے سامان بھی پیدا ہوں گے، جن کی موجودہ ماحول میں اشد ضرورت ہے۔

قومی وحدت کے فروغ میں ذرائع ابلاغ بالخصوص الیکٹرانک میڈیا کے کردار کی اہمیت ہر صاحب نظر پر واضح ہے۔ مگر ہمارے چینل حالاتِ حاضرہ پر تبصرے تو بہت اچھے کرتے ہیں لیکن قومی وحدت کے حصول کے لیے کوئی نمایاں خدمات انجام نہیں دے رہے۔ ہمیں ابلاغ کے ان ذرائع سے یہ بھی اختلاف ہے کہ وہ تفریح کے مثبت پروگرام پیش کرنے کا تخلیقی شعور نہیں رکھتے۔ ان کی کمرشل ضرورتوں کا احترام بجا مگر پروگراموں کی علمی اور ثقافتی سطح کو اپنے مخصوص نظریاتی تشخص کے حوالے سے پیش کرنا، ایک قومی ضرورت ہے۔ میڈیا کو اگر قومی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے تو قوم کو بہت جلد مایوسیوں سے نکال کر عصری چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لائق بنایا جا سکتا ہے۔

معاشی سطح پر نوجوانوں کو میٹرک کے بعد ایک فنی اور ووکیشنل تعلیم فراہم کی جائے، جس کے باعث وہ محض دفتروں میں ملازمت تلاش کرنے کے بجائے اپنی فنی مہارتوں کے ذریعے سے معاشرے کی خدمت کرنے کے ساتھ اپنے لیے باوقار معیشت کا انتظام بھی کریں۔ اسی طرح گھریلو خواتین کے لیے بالخصوص دیہاتوں میں ایسے صنعت و حرفت کے منصوبے بروئے کار لائے جائیں جس سے ان خاندانوں کی معاشی کفالت میں مدد ملے اور قومی معیشت کو بھی اس سے سہارا ملے۔ قوم کی سیاسی، معاشی، عدالتی اور تعلیمی اصلاح سے زیادہ اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور اس کا دستوری تقاضا ہے کہ ہم باشندگانِ وطن کو بہترین مسلمان بنائیں۔ ان کی اخلاقی تربیت کے لیے تمام قسم کے تعلیمی، دعوتی اور ابلاغی وسائل کو بروئے کار لائیں۔ اس سلسلے میں ایک ملک میں عوامی کتب خانوں کو رواج دینا چاہیے۔ نیز بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا ایک مستقل تعلیمی چینل ترتیب دینا چاہیے جو ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کے مقاصد کو پورا کر سکے۔

پاکستان میں مایوسی کی جو لہر دکھائی دیتی ہے، یہ

پاکستان میں مایوسی کی جو لہر دکھائی دیتی ہے، یہ عالمی استعمار اور اس کے مقامی گماشتوں کی پیدا کردہ ہے۔ یہ ملک آج سے ۶۸ سال پہلے جن حالات میں معرضِ وجود میں آیا، اس کی نسبت تو آج ہم بہت ترقی کر چکے ہیں۔

باقی صفحہ 8 پر

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما بن عباس

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

امام المفسرین' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد تھے۔ یہ قریشی اور ہاشمی النسل تھے۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور دادا سردار عبدالمطلب تھے۔ ان کی والدہ کا نام ''لبابہ'' رضی اللہ عنہا بنت حارث تھا۔ وہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں جو اپنے وقت کی نامور اور فاضل خاتون تھیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے جس خاتون نے اسلام کی دعوت پر لبیک کہا وہ بالاتفاق ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ مگر ان کے بعد جس خاتون کو اسلام لانے کی سعادت حاصل ہوئی وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ اپنے خاوند سے بھی پہلے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ اسلام لانے پر ان کو بہت ستایا گیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اور میری والدہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے جن کو اسلام لانے کی پاداش میں بہت تنگ کیا گیا۔ میں بچوں میں سے تھا اور میری والدہ عورتوں میں سے۔ ان کے والد گرامی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ' اللہ کے رسول ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ ان کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف ہے کہ وہ کب اسلام لائے۔ یہ ابوطالب کی وفات کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کیا کرتے تھے۔ مدینہ والوں کے ساتھ بیعتِ عقبہ میں پیش پیش رہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ قدیم الاسلام تھے مگر انہوں نے اپنے اسلام کو مصلحت کے تحت چھپائے رکھا تھا۔ بدر کے دن یہ کفار کے ساتھ نکلے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دے رکھا تھا کہ ''اگر لڑائی کے دوران عباس سامنے آجائیں تو ان کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ مجبوری سے نکلے ہیں۔''

بہرحال ان کی فضیلت میں اللہ کے رسول ﷺ کے یہ الفاظ کافی ہیں کہ ''عباس میرے باپ کی طرح ہیں' جس نے عباس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ہوئی۔ جبکہ بنو ہاشم محصور ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے۔ بنو ہاشم مکمل بائیکاٹ کی زد میں تھے۔ کوئی ان سے کسی قسم کی خرید وفروخت نہ کر سکتا تھا۔ ان حالات میں بنو ہاشم درختوں کے پتے اور حیوانات کے چمڑے کھانے پر مجبور تھے۔ سخت بھوک اور پیاس کے اس مشکل ترین دور میں سیدہ لبابہ رضی اللہ عنہا بنت حارث حاملہ تھیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا حمل سے ہیں' تو اللہ کے رسول ﷺ نہایت خوش ہوئے۔ زبان مبارک سے بیٹے کی بشارت نکلی اور فرمایا:

[لَعَلَّ اللّٰهَ يُبَيِّضُ وُجُوهَنَا بِغُلَامٍ]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''اے اللہ! ابن عباس کو کتاب وحکمت کا علم اور دین کی فقاہت دے۔'' (بخاری)

''ممکن ہے کہ اللہ ایک بچے کے ذریعے ہمارے چہروں کو روشن (اور خوش) کر دے۔''

مراد یہ ہے کہ یہ بچہ تمام مسلمانوں کے لیے بہت خیر وبرکت اور سعادت کا ذریعہ ہوگا۔ بلاشبہ یہ بچہ تمام مسلمانوں کے لیے خیر وبرکت کا سبب بنا۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے اپنے چچیرے بھائی کو گود میں لیا اور اس کے منہ میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے سوا کسی اور کو اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی ہو۔ اس طرح دنیا میں آنے کے بعد ان کے پیٹ میں سب سے پہلی جو خوراک گئی وہ اللہ کے رسول ﷺ کا لعاب دہن تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان میں وسعت علم' فراست' عقل سلیم اور تقویٰ کی خصوصیات منتقل ہو گئیں۔

یہ بڑے خوبصورت' تنومند' بھاری بھرکم اور لمبے قد کے تھے۔ بچپن ہی سے نہایت سلیم الفطرت' غیر معمولی ذہانت اور بڑے قوی حافظے کے مالک تھے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر صرف ۱۳ برس تھی۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت میں بہت کم عرصہ گزارا' اس کے باوجود انہوں نے ۱۶۶۰ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے ۷۵ احادیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ چونکہ ان کی سگی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول ﷺ کی اہلیہ تھیں' لہٰذا یہ ان کے ہاں قیام کرتے اور گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کاج انجام دیتے تھے۔ اس طرح ان کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کے مواقع میسر آئے۔

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے وضو کا ارادہ فرمایا تو یہ بھاگے بھاگے گئے اور وضو کے لیے پانی لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ پانی کا برتن کون لایا ہے؟ بتایا گیا کہ عبداللہ لایا ہے۔ آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار کیا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نوافل کے لیے کھڑے ہوئے تو ننھے مُنے عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی وضو کر کے آگئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اشارہ کیا کہ میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ مگر یہ پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے نماز ختم کی تو پوچھا: عبداللہ! جب میں نے تم کو اشارہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تو پھر تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوئے؟ اب ذرا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا میں آپ کے برابر کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں؟ یہ جواب سن کر اللہ کے رسول ﷺ بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اُٹھا دیے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: ''اے اللہ! اسے قرآن مجید کی تفسیر کا علم سکھا اور دین کی سمجھ عطا فرما۔''

ایک اور موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وفہم میں اضافہ فرمائے۔ امام احمد رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ رفع حاجت کے لیے

گئے تو میں نے آپ ﷺ کے لیے پانی رکھ دیا۔ جب آپ ﷺ باہر نکلے تو ارشاد فرمایا کہ یہ کس نے رکھا ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ ابن عباس نے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے تفسیر سکھا۔'' آپ ﷺ نے ان کے حق میں دو مرتبہ علم کی دعا اور ایک دفعہ حکمت عطا ہونے کی دعا کی۔

اب اللہ کے رسول ﷺ کی عطا کی ہوئی گھٹی' ان کی تربیت اور متعدد بار ان کے حق میں کی گئی دعائیں مقبول بارگاہِ ربانی ہو کر رنگ لائیں۔ مزید برآں آپ نے رسالت مآب ﷺ کی صحبت عالیہ میں جو وقت بسر کیا ہر چند کہ وہ تھوڑا تھا لیکن آپ نے اس کے ایک ایک لمحے سے بھرپور استفادہ کیا۔ انہوں نے براہِ راست اللہ کے رسول ﷺ سے دین سیکھا۔ آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو ضبط کیا۔ پھر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم' فصاحت و بلاغت اور زبان و بیان کے رموز حاصل کیے۔ چنانچہ ان کو ''حبر الامۃ'' کا خطاب ملا۔ جس کے معنی علامہ کے ہیں۔ وہ مفسر قرآن اور عالم حدیث تھے۔ چنانچہ ایک مشہور تابعی مسروق بن اجدع فرماتے ہیں کہ جب میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہ اتنے خوبصورت نظر آئے کہ میں بے اختیار بول اٹھا: [اجمل الناس] ''یہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں۔'' جب انہوں نے گفتگو کی تو کہا: [افصح الناس] ''یہ سب سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہیں۔'' یعنی فصاحت اور بلاغت میں یکتائے روزگار ہیں۔ اور جب حدیث بیان کی تو کہا: [اعلم الناس] ''یہ سب سے بڑے عالم ہیں۔''

ان کو علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد ایک انصاری صحابی سے کہنے لگے:

[هَلُمَّ فَلْنَسْأَلْ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُمُ الْيَوْمَ كَثِيْرٌ.]

''چلو اصحاب رسول ﷺ سے (علم سیکھتے ہیں' احادیث کے بارے میں) سوال کرتے ہیں۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد موجود ہے۔''

اس انصاری نوجوان نے اس بات کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ اس نے کہا:

[يَا عَجَبًا لَّكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَتَرَى النَّاسَ يَفْتَقِرُوْنَ إِلَيْكَ وَفِي النَّاسِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ.]

''ابن عباس! مجھے آپ کے سوال پر بڑا تعجب ہے' کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اکابر اصحاب رسول ﷺ کی موجودگی میں لوگ آپ کے محتاج ہوں گے اور آپ کے پاس مسائل پوچھنے آئیں گے؟''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اس بات کو نظر انداز کر کے اکیلا ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم سیکھنے لگا۔ جس صحابی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ اس کے پاس حدیث کا علم ہے تو میں اس کے گھر چلا جاتا' اس سے ملتا' اس سے حدیث سنتا۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ میں صحابی کے گھر ملاقات کے لیے گیا' معلوم ہوا کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں تو میں دروازے ہی پر بیٹھ جاتا تھا۔ اپنی چادر کو اپنے جسم سے لپیٹ کر کرسی بنا لیتا تھا۔ صحابی قیلولہ سے اُٹھ کر باہر تشریف لاتے تو میں دروازے ہی پر بیٹھا ہوتا۔ وہ بڑے تعجب سے پوچھتے:

[يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جَاءَ بِكَ.]

''اللہ کے رسول ﷺ کے چچیرے بھائی! آپ کیسے تشریف لائے؟''

[أَلَا أَرْسَلْتَ إِلَيَّ فَآتِيَكَ.]

''مجھے بلوا بھیجا ہوتا تو میں خود آ جاتا۔''

وہ تحصیل علم کے حوالے سے فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے اکابر انصاری و مہاجرین کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور ان سے آپ کے مغازی (غزوات) اور اس بارے میں جو قرآن نازل ہوا تھا' اس کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ میں جس شخص کے پاس جاتا وہ رسول اللہ ﷺ سے میری قرابت داری کی وجہ سے نہایت خوش ہوتا تھا۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم تھے اور ان لوگوں سے تھے جنہیں ''الراسخین فی العلم'' کا لقب ملا تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے مدنی دور میں نازل ہونے والی سورتوں کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ قرآن کریم کی ستائیس سورتیں مدینہ طیبہ میں اور باقی تمام سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

ان سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ نے اتنا علم کہاں سے حاصل کیا؟ جواب دیا: بہت زیادہ سوال کرنے اور عقل مند دل کی وجہ سے علم حاصل ہوا' اسی لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو ترجمان القرآن کہتے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر کے تو ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ آپ ان کو بھی اسی طرح بلایا کریں' عزت و تکریم کیا کریں جیسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کرتے ہیں۔ سب ہم عمر ہی تو ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[فَتًى كَهُوْلٌ، لَهُ لِسَانٌ سَؤُوْلٌ وَقَلْبٌ عَقُوْلٌ.]

''یہ تو جوانی میں بزرگوں کی سی سمجھدار باتیں کرنے والا' زبان سے بکثرت سوال کرنے والا اور عقل مند دل والا ہے۔''

ابوبکر بن ابی سبرہ بیان کرتے ہیں کہ

''میں نے ان سے زیادہ حاضر جواب' زیادہ عقل مند' زیادہ صاحب علم اور زیادہ حلم والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا ثبوت پیش کرنے کے لیے جمع فرمایا' ساتھ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی بلایا اور سب سے سوال کیا کہ بتاؤ سورۂ نصر کی شان نزول کیا ہے؟ اس میں آپ ﷺ کو کون سا خاص پیغام دیا گیا ہے؟

کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ' پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کی تصدیق کی اور فرمایا کہ میں اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں۔ اصل میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس نوجوان کے علمی مقام و مرتبہ اور دینی فہم کی شان سے روشناس کرانا چاہتے تھے۔

ایک مرتبہ انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اجتہاد سے بتایا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تحسین فرمائی۔ ایک موقع پر انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ آپ ہمارے جوانوں

کے سردار' ان میں سب سے اچھے' سب سے عقل مند اور کتاب اللہ کو سب سے زیادہ سمجھنے والے بن گئے ہیں۔

وہ بڑے حاضر جواب تھے۔ ابوبکر بن ابی سبرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ حاضر جواب' زیادہ عقل مند' زیادہ صاحب علم اور زیادہ حلم والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل بدر کی موجودگی میں ان کو بلوتے' ان کے سامنے پیچیدہ مسائل رکھتے اور پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا جو حل بتاتے وہ اس کی تصدیق کرتے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عمر میں بہت چھوٹے تھے مگر اپنی قد آور علمی شخصیت کی بدولت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس قدر بلند پایہ علمی مقام رکھتے تھے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کو پاتا تو ہم میں سے کوئی بھی اس کے علم کا دسواں حصہ بھی نہ لے سکتا۔''

انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا ترجمان القرآن ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔''

حضرت رافع بن خدیج کو جب ان کی وفات کی اطلاع ملی تو انہیں یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ''آج وہ شخص فوت ہو گیا ہے کہ شرق وغرب کے درمیان رہنے والے بھی لوگ اس کے علم کے محتاج تھے۔''

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''آج وہ شخص فوت ہوا ہے کہ جو زندہ موجود لوگوں اور فوت شدگان میں سب سے زیادہ سمجھدار تھا۔''

عبدالرحمن بن ابی الزناد کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے زیادہ صاحب علم ہیں۔ وہ چند علوم میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ میں نے کسی شخص کو آپ سے بڑھ کر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم' خلفاء کے فیصلوں' عربی اشعار' تفسیر قرآن' حساب' وراثت کے مسائل اور گزشتہ واقعات کو جاننے والا نہیں دیکھا۔ ان کا گھر ایک مکمل یونیورسٹی تھا۔ تاہم یونیورسٹی کے تن تنہا معلم وہی تھے۔ ان کے ایک ہم عصر ابوحمزہ الثمالی بحوالہ ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی مجلس دیکھی ہے۔ ایک مرتبہ ان کے گھر کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ان کے گھر کے باہر کھڑا ہے۔ راستے بند ہو چکے ہیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان کے پاس پہنچ گیا اور انہیں ان کے گھر کے باہر لوگوں کی موجودگی سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لیے وضو کا پانی رکھو۔ پانی رکھا گیا۔ آپ نے وضو کیا اور مسند پر بیٹھ گئے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں باہر جاؤں اور لوگوں میں سے جو قرآن مجید کی تفسیر اور اس کی قراءت کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہیں ان کو بلا لاؤں۔ میں گیا اور لوگوں کو بلا لایا۔ لوگوں کی تعداد اتنی تھی کہ حجرہ اور گھر بھر گیا۔ لوگوں نے سوال وجواب کیے۔ جس چیز کے بارے میں پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق پوری وضاحت سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بتایا۔ پھر فرمایا کہ تمہارے کچھ اور بھائی بھی باہر انتظار کر رہے ہیں تو وہ لوگ باہر چلے گئے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ باہر نکل کر کہو کہ جو لوگ فقہ اور حلال وحرام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں اب ان کی باری ہے۔ میں نے باہر جا کر اعلان کیا تو وہ لوگ اندر آ گئے۔ ان لوگوں سے حجرہ اور گھر کا صحن بھر گیا۔ انہوں نے سوالات کیے' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سب کے جوابات مرحمت فرمائے۔ بلکہ انہیں کچھ زیادہ ہی معلومات فراہم کیں' پھر فرمایا کہ تمہارے کچھ اور بھائی بھی باہر منتظر ہیں' اب ان کے لیے جگہ خالی کر دیں۔ چنانچہ وہ لوگ باہر چلے گئے۔ اب مجھے حکم دیا: باہر نکل کر اعلان کرو کہ جو لوگ علم وراثت کے بارے میں پوچھنا چاہیں وہ اندر آ جائیں۔ تھوڑی دیر میں حجرہ اور گھر کا پورا صحن علوم وراثت کے طلبہ سے بھر گیا۔ انہوں نے سوالات کیے۔ آپ نے ان کو جوابات دیے۔ ان کی نہ صرف تسلی فرمائی' بلکہ انہیں ان کے موضوع کے حوالے سے مزید بہت کچھ بتایا۔ پھر ان سے کہا کہ تمہارے کچھ بھائی باہر انتظار میں ہیں ان کے لیے جگہ خالی کر دیں تو وہ لوگ باہر چلے گئے۔ اب مجھے حکم ہوا کہ باہر نکل کر یہ اعلان کروں کہ جو لوگ عربی زبان اور شعر وشاعری کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں اب ان کی باری ہے۔ چنانچہ بڑی تعداد میں لوگ داخل ہوئے جن سے حجرہ اور گھر بھر گیا۔ آپ نے ان کے سوالات کے جوابات دیے بلکہ ان کی توقع سے کہیں زیادہ معلومات فراہم کیں۔ پھر ان سے کہا کہ ابھی تمہارے بہت سارے بھائی جگہ خالی ہونے کے منتظر ہیں۔ وہ چلے گئے تو اور لوگ آ گئے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ اگر تمام قریش ابن عباس رضی اللہ عنہما پر فخر کرتے کہ اتنا بڑا بے مثل عالم' اس قدر ذہین اور فطین فنون عالیہ کا ماہر صرف انہی کے قبیلے کا فرد ہے تو وہ بلاشبہ اس یگانہ فخر کے حقدار ہیں۔ میں نے ان جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔

کثرتِ ازدحام اور شاگردوں کی بڑی تعداد کی وجہ سے آپ نے پورے ہفتہ کے دن مختلف موضوعات کے لیے مختص کر رکھے تھے۔ ایک دن غزوات کے لیے' ایک دن تفسیر قرآن کے لیے' ایک دن تاریخ قبل از اسلام کے لیے' ایک دن قدیم شاعری کے لیے' ایک دن جاہلیت کے واقعات سے خبردار کرنے کے لیے اور ایک دن عربوں کے قصوں اور واقعات کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ چونکہ انہیں مستند عالم سمجھا جاتا تھا' لہٰذا لوگ ان سے فتویٰ بھی لیا کرتے تھے۔ وہ اپنے بہت سے اہم فتاویٰ کے باعث بہت مشہور ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں تواضع اور انکسار بہت زیادہ تھا۔ آخر یہ قریشی اور ہاشمی تھے۔ خاندانی وجاہت کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ علمائے کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔

فتاویٰ اور مسائل بیان کرنے میں ان کا انداز بالکل محدثانہ تھا۔ عبیداللہ بن ابویزید کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا' اگر وہ کتاب اللہ میں ہوتا تو اسے بیان کرتے' اگر قرآن کریم میں نہ ہوتا اور سنت میں ہوتا تو اسے بیان کرتے اور اگر اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہ کیا ہوتا تو وہ اسے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ارشادات کے مطابق بیان کرتے۔ بصورت دیگر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں تواضع اور انکسار بہت زیادہ تھا۔ آخر یہ قریشی اور ہاشمی تھے۔ خاندانی وجاہت کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ علمائے کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے' قضاء' فقہ اور

قراءت کے استاذ تھے' وہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ ہاشمی اور قریشی نوجوان سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما لپک کر آگے بڑھے اور بالکل ایک نوکر یا غلام کی طرح گھوڑے کی لگام پکڑی۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا:

[دَعْ عَنْكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ]

''چھوڑیے رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی! (یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟)''

انہوں نے جواب میں کہا:

[هٰكَذَا أُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا]

''ہمیں اپنے علماء کی اسی طرح عزت واحترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔ ہر چند کہ وہ اپنے دس بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے مگر نہایت ذہین وفطین ہونے کی وجہ سے اپنے والد کو بڑے محبوب تھے۔ جیسا کہ پیچھے گزرا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور اپنی مجلس میں بٹھاتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے والد گرامی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ابن عباس کی قربت کا علم ہوا تو نصیحت کرنے لگے: بیٹا! خلیفہ کے ہاں جاتے ہو' بیٹھتے ہو' وہاں تمہارا کافی مقام ہے' یاد رکھو خلیفہ کے ساتھ بیٹھنے کے حوالے سے میں تمہیں تین چیزیں بتاتا ہوں جنہیں خوب یاد رکھو۔ آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ ایک مربی اور مشفق باپ نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحت کی تھی؟ ارشاد فرمایا:

[لَا يَجْرِبَنَّ عَلَيْكَ كَذِبًا.]

''ان کا تجربہ تمہارے ساتھ صدق وسچائی کا ہو۔''

اُن سے کسی بھی معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

[وَلَا تُفْشِيَنَّ لَهٗ سِرًّا.]

''ان کا راز کبھی فاش نہ کرنا۔''

[وَلَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهٗ اَحَدًا.]

''نہ ان کے حضور کسی کی غیبت کرنا۔''

اللہ کے رسول ﷺ سے بڑی گہری اور بے پایاں محبت وعقیدت ان کے رگ وریشے میں رچی ہوئی تھی۔ سنت کے تو وہ شیدائی تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے طرز عمل کے حوالے سے معمولی معمولی چیزیں بھی پوچھتے رہتے تھے کہ آپ ﷺ نے یہ کام کیسے کیا؟ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع بیان کرتے ہیں:

[كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْتِيْ اَبَا رَافِعٍ فَيَقُوْلُ: مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ كَذَا؟]

''وہ نبی کریم ﷺ کے خادم اور آزاد کردہ غلام ابورافع کے پاس تشریف لاتے اور ان سے دریافت کرتے کہ فلاں فلاں دن اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کام کیا تھا؟''

مراد یہ تھی کہ جو عمل اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح کیا ہے وہ بھی اُسے اسی طرح کریں گے۔

بقیہ طب وصحت

اضافہ کر دیا ہے۔ لوگ اس کو لا علاج خیال کرتے ہیں، ایسے حضرات صبح ایک لیموں، ایک گلاس پانی میں نچوڑ کر پی لیا کریں، فائدہ ہوگا۔

تیزابیت: سینے میں جلن، کمر درد، پیشاب میں جلن اور یورک ایسڈ کا بڑھ جانا اس کی علامات ہیں، ایسے میں صبح وشام لیموں کا استعمال مفید ہے۔

گنج: گنج کے لیے حسب ضرورت تھوڑے سے پانی کے ساتھ پیس کر اس کا لیپ روزانہ گنج کے مقام پر لگائیں' ایک ماہ تک استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا۔

منہ خشک ہونا: لیموں کو تھوڑا سا چیر کر تھوڑی دیر بعد چوسنے سے پیاس بار بار لگنے اور منہ خشک ہونے کی صورت میں فائدہ ہوتا ہے۔

لیموں کا استعمال: لیموں کا عام استعمال کرنا یعنی کھانے کے ساتھ پیاز پر نچوڑ کر کھانا، خون کی کمی، بھوک میں اضافہ، دل گھبرانا، تیز دھڑکن، فساد خون کے امراض، کیل دانے، داغ دھبے، پھوڑے، پھنسیوں، مسوڑھوں کی سوجن، خون آنا، بدہضمی، جی متلانا میں فائدہ ہوتا ہے۔

لیموں کے مضر اثرات: ہر چیز میں اعتدال ہی مناسب راہ عمل ہے، اس طرح لیموں کا استعمال بھی اعتدال میں رہ کر کرنا چاہیے۔ لیموں کا تیز محلول دانتوں کے لیے مضر ہے، لیموں کے زیادہ استعمال سے پٹھوں میں درد ہو سکتا ہے۔

سکنجبین لیموں: لیموں کی سکنجبین بنا کر موسم برسات میں استعمال کی جاتی ہے جو موسمی تیزابیت، معدہ کی اصلاح اور صفرا کے لیے مفید ہے۔ یرقان میں اس کی دوائی استعمال ہوتی ہے اور اس موسم میں ہونے والے میریا بخار میں مفید ہے۔ موسم برسات میں مشروبات سے ہاتھ کھینچ لیا جاتا ہے، موسم میں نمی ہوتی ہے ایسے میں سکنجبین بہت مفید ہے، اس سکنجبین میں اپنی ضرورت کے مطابق چینی ملائی جا سکتی ہے۔

خط وکتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35419788

بقیہ مؤرخ اہل حدیث۔ مولانا اسحاق بھٹی

اور ان کی علمی خدمات از ڈاکٹر ثریا ڈار۔ (۳) شروح صحیح بخاری از غزالہ حامد۔ (۴) پیغمبر انسانیت از مولانا شاہ جعفر پھلواری۔ (۵) فقہ عمر، مترجم: ابو یحییٰ خان نوشہروی۔

ان کتابوں کو بھٹی صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے ایڈٹ کیا۔ ان پر جامع مقدمات لکھے اور شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

ان کے علاوہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کے لیے ''جمع وتدوین قرآن، فضائل قرآن، مضامین قران، واقعات وقصص قرآن اور اعجاز قرآن'' کے نام سے مفصل مقالات لکھے۔ علاوہ ازیں متعدد دیگر موضوعات پر بھی تیس بتیس مقالات لکھے جو تمام کے تمام اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کی مختلف جلدوں میں شائع ہوئے۔ (جاری ہے)

خطبہ جمعۃ المبارک

31 جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع طوبیٰ اہل حدیث محلہ پاپولر نرسری' سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں نئے خطیب حافظ ابوبکر سلطان یزدانی نے شان مصطفیٰ کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ خواتین وحضرات ان کا خطاب سننے کے لیے کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

منجانب: رانا حافظ سلمان جمیل گوجرانوالہ

دعائے صحت کی اپیل

شیخ الحدیث مفتی محمد یوسف محمدی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ 15 رمضان سے ریڑھ کی ہڈی کے آپریشن کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت سے جلدی صحت یابی کی دعا کی اپیل ہے۔

صاحبزادہ حجاج اللہ صمدانی' ناظم نشر واشاعت ضلع گوجرانوالہ

مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی اور ان کی تصانیف

تحریر: جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

مولانا محمد اسحاق بھٹی برصغیر پاک و ہند کے مشاہیر اہل قلم سے ہیں۔ انھوں نے تصنیف و تالیف، تاریخ، صحافت اور شخصی خاکہ نگاری میں نام پیدا کیا اور شہرت دوام حاصل کی ہے۔ وہ عصر حاضر کے معروف مورخ، بلند پایہ مصنف اور خاکہ نویس ہیں۔ ان کے قلمی سفر کا عرصہ ستر سال پر محیط ہے۔ مختلف موضوعات پر ان کی کئی دینی، علمی، تاریخی اور سوانحی کتب منصۂ شہود پر آ کر لوگوں سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

شخصیت نگاری بھٹی صاحب کا من پسند موضوع ہے۔ اس پر ان کے گوہر بار قلم نے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ بھٹی صاحب کی تصنیفی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ جس خوب صورت اور دل کش پیرائے میں انھوں نے متنوع شخصیات کے سوانحی خاکے تحریر کیے ہیں وہ انھی کا خاصہ ہے۔ ان کی تحریروں میں حد درجہ شگفتگی اور سلاست پائی جاتی ہے اور ان کا اسلوب نگارش دل نشیں ہے۔ ان کے لکھے ہوئے سوانحی خاکے پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ شخصیات میدان زندگی میں متحرک اور سرگرم عمل ہیں اور ہم ان سے ہم کلام ہیں۔ عظیم ادیب، محقق و مصنف مشفق خواجہ (وفات ۲۰ فروری ۲۰۰۵ء) کے الفاظ ہیں:

''شخصیات پر لکھنے والا آپ سے بہتر اس وقت کوئی نہیں۔ آپ لکھتے نہیں، کار مسیحائی فرماتے ہیں۔ جسے مُردوں کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو وہ آپ کے مضامین پڑھ لے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے کیسی کیسی منتخب روزگار شخصیات کو دیکھا، وہ لوگ بھی کچھ کم خوش نصیب نہیں جو آپ کے توسط سے، یعنی آپ کے مضامین پڑھ کر ان شخصیات کو قریب سے دیکھتے ہیں۔ میں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل ہوں۔''

بلاشبہ اللہ رب العزت نے بھٹی صاحب کو علم و فضل اور عمل و کردار کی بہت سی خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان کا علم پختہ اور حافظہ قوی ہے۔ جو بات پڑھ لی یا کسی سے سن لی وہ ان کے حافظے کی گرفت میں آ گئی۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں لوگوں اور جماعتی تاریخ کے بے شمار واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش ہیں۔ جب وہ ان واقعات کو اپنی تحریروں میں مناسب مواقع پر درج کرتے ہیں تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ اخلاق و عادات، محبت و خلوص، انسان دوستی، ملنساری، مہمان نوازی، سادگی اور مروت میں مثالی ہیں۔ ان کی خوش طبعی، بذلہ سنجی، لطیفہ گوئی اور باغ و بہار طبیعت دوسرے کو ضرور متاثر کرتی ہے۔ ان کی دل آویز شخصیت کا یہی رنگ ان کی تحریروں میں بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء کو کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام میاں عبدالمجید بھٹی اور دادا کا اسم گرامی میاں محمد ہے۔ میاں محمد نہایت نیک اور متورع انسان تھے۔ دین داری، تقویٰ، صالحیت اور ورع و عفاف کے زیور سے آراستہ تھے۔ ان کے قلب و ذہن پر اسلامی تعلیمات کے گہرے نقوش ثبت تھے۔ وہ اسلام کی سچی محبت اور جذبہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے پوتے محمد اسحاق کو شروع دن ہی سے علم و عمل کی راہ پر ڈال دیا تھا اور اسلامی تقاضوں کے مطابق اس کی تربیت کرنا شروع کر دی تھی۔ نماز کے لیے وہ اسے ساتھ لے کر مسجد جاتے، آٹھ سال کے تھے کہ دادا نے گھر ہی میں ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ تیسویں پارے کی دس بارہ سورتیں حفظ کروائیں اور اردو کی چند کتب بھی پڑھا دیں۔ مولوی رحیم بخش کی ''اسلام کی کتاب'' (اول تا چہارم) اور حافظ محمد لکھوی مرحوم کے پنجابی شعروں پر مشتمل منظوم کتب: انوارِ محمدی، زینت الاسلام اور احوال الآخرت بھی پڑھا دی تھیں۔

۱۹۳۴ء میں مولانا محمد اسحاق بھٹی جب چوتھی جماعت کے طالب علم تھے تو ایک دن ان کے دادا محترم انھیں لے کر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ازراہِ کرم اسے قرآن مجید کا ترجمہ اور تاریخ اسلام کے علاوہ اس کے فہم کے مطابق دینی مسائل کی کتب پڑھا دیا کریں۔

مولانا عطاء اللہ حنیف اس وقت کوٹ کپورہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ انھوں نے یہیں درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا تھا۔ چنانچہ مولانا محمد اسحاق بھٹی مولانا عطاء اللہ حنیف سے ترجمۃ القرآن اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی شہرہ آفاق کتاب ''رحمۃ للعالمین'' پڑھنے لگے اور اڑھائی تین ماہ میں رحمۃ للعالمین کو پڑھ لیا۔ آپ ذہین طباع طالب علم تھے، حافظہ قوی تھا، جو سبق پڑھتے مستحضر ہوتا۔ ان کے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ اپنے اس ہونہار اور لائق شاگرد سے بہت خوش تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف کی خدمت عالیہ میں رہ کر بھٹی صاحب نے مروجہ علوم و فنون اور تفاسیر و احادیث کی کتب پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل کی۔ تحصیل علم کے لیے بھٹی صاحب مرکز الاسلام (لکھوکے) میں بھی مولانا عطاء اللہ مرحوم کی خدمت میں رہے اور دو سال جامع مسجد گنبد والی فیروز پور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۴۰ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف کے حکم پر گوجرانوالا کا رخ کیا اور دو سال مولانا حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی خدمت میں رہ کر صحیح بخاری، صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

تحصیلِ علم کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی ایک سال محکمہ انہار (ہیڈ سلیمان کی) میں کلرک رہے۔ پھر مارچ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ مرکز الاسلام میں فریضۂ تدریس انجام دیتے رہے۔ اس دوران انھوں نے آزادی کی تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور فرید کوٹ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء تک ریاست فرید کوٹ کی پرجامنڈل کے سیکرٹری رہے۔ ریاستی پرجامنڈل پنجابی ریاستوں میں کانگرس کی بدل تھی۔ اس کے صدر گیانی ذیل سنگھ تھے جو بعد میں ہندوستان کے صدر بنے۔

تقسیم ملک کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ۲۱/اگست ۱۹۴۷ء کو چھوٹے بڑے ایک سو تیس افراد کے

ساتھ کوٹ کپورہ سے قصور پہنچے اور اکتوبر ۱۹۴۷ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ چک نمبر ۵۳ گ ب منصور پور ٹیسیاں (تحصیل جڑانوالا، ضلع فیصل آباد) آ گئے اور اسی گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔

جولائی ۱۹۴۸ء میں بھٹی صاحب کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا اور وہ ۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام (لاہور) میں منعقدہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تاسیسی اجلاس میں شریک ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد انھیں مولانا عطاء اللہ حنیف کے ذریعے مستقل طور پر لاہور بلا کر مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ناظم دفتر بنا دیا گیا۔ آپ پندرہ سال مرکزی جمعیت کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے اور مولانا غزنوی مرحوم کے ساتھ مل کر جماعت کی تعمیر و ترقی کے لیے بہت کام کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالا سے ہفت روزہ الاعتصام کا اجرا ہوا۔ مولانا محمد حنیف ندوی اس کے مدیر بنائے گئے۔ کچھ عرصہ بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی کو ان کا معاون مدیر بنا کر گوجرانوالا بھیج دیا گیا۔ اس دور میں جمعیت کے ناظم دفتر اور الاعتصام کے معاون مدیر کی ذمہ داری بھٹی صاحب پر تھی۔ بھٹی صاحب پہلے الاعتصام کے معاون مدیر اور پھر مدیر بنائے گئے اور سولہ سال الاعتصام کے ادارتی فرائض انجام دیے۔ مولانا بھٹی نے معاون ایڈیٹر کی تشریح اپنے اسلوب خاص میں ایک مضمون میں کچھ اس طرح کی ہے:

''معاون ایڈیٹر کا لفظ تو میں نے لکھ دیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں اخبار میں خاکروب بھی تھا، چپڑاسی بھی تھا، کلرک بھی تھا، منیجر بھی تھا۔ اس سے آگے عرض کروں کہ بعض دفعہ اداریے اور شذرات بھی لکھا کرتا تھا۔ کتنے ہی شماروں میں ایسا ہوتا کہ مولانا حنیف ندوی ''وزیر بے محکمہ'' کی طرح پورے پرچے میں ''مدیر بے تحریر'' ہوتے اور ہر سطر ہر پیرے اور ہر صفحے پر ہمارا سکہ چلتا تھا۔''

۱۵ مئی ۱۹۵۱ء کو مولانا حنیف ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ میں چلے گئے تو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے ''الاعتصام'' کی تمام تر ذمہ داری مولانا محمد اسحاق بھٹی کے سپرد کر دی گئی۔ الاعتصام کے ساتھ آپ ۳۰ مئی ۱۹۶۵ء تک منسلک رہے۔ اس دوران جنوری ۱۹۵۸ء میں آپ نے سہ روزہ منہاج جاری کیا۔ یہ اخبار چودہ مہینے جاری رہا۔ اس کے مضامین بڑے معیاری، علمی اور تحقیقی ہوتے تھے۔ موقع کی مناسبت سے حالات حاضرہ پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی جاتی تھی۔ یہ اپنے دور کا ایک معیاری اخبار تھا۔ اس اخبار کو جماعتی حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی لیکن بعض ناگزیر حالات اور مالی مشکلات کے باعث کافی خسارہ اٹھانے کے بعد بالآخر اپریل ۱۹۵۹ء میں اس اخبار کو بند کر دیا گیا۔ الاعتصام کی ۱۶ سالہ ادارت سے علیحدگی کے بعد بھٹی صاحب نے پروفیسر سید ابو بکر غزنوی کے اصرار پر ماہ نامہ ''توحید'' کی ادارت قبول کی۔ یہ اخبار جولائی ۱۹۶۵ء میں بڑی شان سے چھپا۔ پہلا صفحہ رنگین اور کاغذ، مضامین، طباعت ہر اعتبار سے دیدہ زیب اور دل کش۔ کچھ عرصہ بعد بھٹی صاحب اخبار توحید سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کے علیحدہ ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ''توحید'' اپنی اشاعت کے چار پانچ ماہ پورے کر کے بند ہو گیا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی مرکزی جمعیت اہل حدیث (پاکستان) کے قیام ۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء سے ۳۰ مئی ۱۹۶۵ء تک باقاعدہ اس کے ساتھ وابستہ رہے۔ ابتدا میں ناظم دفتر اور پھر الاعتصام کے معاون مدیر اور پھر مدیر کی حیثیت سے۔ اس طویل عرصے میں انھیں اکابرین کے ساتھ مل کر کام کرنے کا خوب موقع ملا۔ مرکزی جمعیت کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم ان پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے۔ ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفی کو بھی اپنے اس شاگرد رشید پر ناز تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی بھی ان کی علمی و ادبی صلاحیتوں سے بہت خوش تھے اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھی اپنے اس لائق شاگرد کی کارکردگی پر مطمئن تھے۔ بھٹی صاحب ان عالی قدر بزرگوں کے سایۂ شفقت میں رہ کر ان سے علمی و عملی طور پر مستفید ہوتے رہے۔ ہماری جماعتی تاریخ کا بہت سا حصہ ایسا ہے جس کے عینی شاہد اب فقط بھٹی صاحب ہیں۔ جماعت اہل حدیث کی تاریخ اور اکابر علماء کے بہت سے واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش ہیں اور اکثر واقعات کو انھوں نے صفحۂ قرطاس پر مرتسم کیا ہے۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو انھوں نے اکابرین جماعت کے حالات و واقعات کو تحریری صورت میں لا کر انجام دی ہے۔

گزشتہ سطور میں میں نے مولانا محمد اسحاق بھٹی کے مختصر حالاتِ زندگی اور ان کی صحافتی خدمات کا اجمالی سا تذکرہ کیا ہے۔ جو قارئین اس کی تفصیل جاننا چاہیں وہ راقم کی کتاب ''مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی؛ حیات و خدمات'' کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ کتاب فروری ۲۰۱۱ء میں مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کے فرزند گرامی مولانا عبدالحنان جانباز حفظہ اللہ نے جامعہ رحمانیہ (ناصر روڈ، سیالکوٹ) کی طرف سے شائع کی تھی۔

اکتوبر ۱۹۶۵ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ سے انسلاک کے بعد بھٹی صاحب کی زندگی کا ایک اور دور شروع ہوا۔ اس دور میں بھٹی صاحب نے تصانیف و تراجم کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ دور تک پھیلا دکھائی دیتا ہے۔ بھٹی صاحب نے اب تک جو تحریری کام کیا ہے اس کی نوعیت کچھ اس طرح ہے:

(۱) تصانیف و تراجم (۲) اخباری مضامین و مقالات
(۳) اخباری اداریے اور شذرات
(۴) کتابوں پر تبصرے (۵) کتابوں پر مقدمات

یہ تمام تحریریں اگر کتابی سائز میں منتقل کی جائیں تو چالیس ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہوں گی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ۳۴، ۳۵ سالہ تقریریں اس کے علاوہ ہیں۔ متعدد کتابوں کی ایڈیٹنگ بھی اس میں شامل نہیں۔

یہ بہت بڑی تحریری خدمت ہے جو بھٹی صاحب نے سرانجام دی، ماشاء اللہ ابھی اس کا سلسلہ جاری ہے۔

اب ملاحظہ فرمایئے مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی علمی و تحقیقی تصانیف کا تعارف۔ اس کا آغاز ادارہ ثقافت اسلامیہ سے ہوتا ہے۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے قائم کیا تھا۔ انھوں نے ادارے کے لیے تھوڑے عرصے میں بہت سی علمی اور نابغہ شخصیات کی خدمات حاصل کر لی تھیں۔ خلیفہ صاحب نے ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ مولانا اسحاق بھٹی نے اکتوبر ۱۹۶۵ء سے ۱۶ مارچ ۱۹۹۶ء تک ادارہ ثقافت اسلامیہ میں تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ بائیس سال ادارے کے ماہ نامہ ''المعارف'' کے ایڈیٹر رہے۔ یہ خالص علمی اور تحقیقی مجلہ تھا، جس میں انھوں نے متعدد مضامین و مقالات لکھے۔ ادارے کی طرف سے شائع

ہونے والے مجلّہ ''ثقافت'' میں (جو بعد میں المعارف کے نام سے موسوم کر دیا گیا) بھٹی صاحب لکھتے رہے۔ المعارف میں ان کے لکھے ہوئے اداریے اور علمی و تحقیقی مضامین اہل علم دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ بھٹی صاحب تیس سال ادارے سے وابستہ رہے۔

ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی ان کی کتب اہل علم اور تحقیقی ذوق رکھنے والوں کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ اپنے موضوع پر وہ انوکھے انداز کی کتابیں ہیں۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ میں رہ کر بھٹی صاحب نے جو تصنیفی خدمات سرانجام دیں اس کی تفصیل یہ ہے:

تصانیف وتراجم:

الفہرست لابن الندیم: محمد بن اسحاق ابن الندیم بغدادی چوتھی صدی ہجری کے نام ور محقق اور مؤرخ تھے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب ''الفہرست'' میں چوتھی صدی ہجری تک، تمام علوم و فنون سے متعلق معلومات جمع کر دی ہیں۔ یہ ضخیم کتاب معلومات کا بحر ذخار ہے تاریخ و رجال کے فن اور دیگر علوم وفنون کے بارے یہ مستند اور بنیادی حوالے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ بھٹی صاحب نے اس اہم کتاب کو عربی سے اردو کے قالب میں ڈھالا اور اس کے بہت سے مقامات پر مفید حواشی لکھے۔ ترجمہ رواں، شگفتہ اور سلیس ہے۔ ۹۱۴ صفحات پر پھیلا ہوا یہ ترجمہ وتحشیہ بلاشبہ بھٹی صاحب کا علمی کارنامہ اور مطالعہ کے شائقین کے لیے انمول تحفہ ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۹ء میں پہلی بار طبع ہوا اور کسی بھی زبان میں کیا جانے والا الفہرست کا یہ اولین ترجمہ ہے جو عربی سے اردو میں ہوا۔

برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ: اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں تحریر ہوئی۔ اس میں سلطان غیاث الدین بلبن (۶۸۶ھ) کے عہد سے لے کر سلطان اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۱۸ھ) تک کے دور تک کی فقہی کاوشوں کو ضبط کتابت میں لایا گیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ برصغیر علم فقہ سے کیسے آشنا ہوا۔ نیز اس کتاب میں اس خطۂ ارض میں تالیف کی جانے والی فقہی کتب، فتاوی غیاثیہ، فتاوی قراخانی، فوائد فیروز شاہی، فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی حمادیہ، فتاوی ابراہیم شاہی (حصہ فارسی)، فتاوی امینیہ، فتاوی بابری اور فتاوی عالمگیری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے مولفین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ بھٹی صاحب نے کتاب کے مقدمے میں فقہ کی تعریف، اس کی ضرورت و اہمیت اور قرآن و حدیث سے اس کے بنیادی تعلق کو بھی بیان کیا ہے۔

کتاب کا مقدمہ بڑا وقیع اور معلومات کا خزینہ ہے جس میں علم فقہ سے متعلق بہت سی باتیں آ گئی ہیں۔ یہ کتاب چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ پہلی بار جون ۱۹۷۳ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔

فقہائے ہند: یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔ اس میں پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک کے برصغیر کے ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور شیعہ علمائے کرام اور فقہائے عظام کے حالات و واقعات حیطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

ہر بزرگ کے تذکرے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کس مسلک، فقہ اور عقیدے کے حامل تھے اور علمی و عملی طور پر انھوں نے کیا کارنامے سرانجام دیے۔ یہ اپنے موضوع کی ایک نہایت تحقیقی کتاب ہے جو سیکڑوں فقہاء کی زندگی کے علمی کارناموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک کے بہت سے فقہاء کے حالات بھٹی صاحب نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے صفحہ قرطاس پر مرتسم کیے ہیں۔ ہر جلد کے شروع میں لائق مصنف نے ایک جامع مقدمہ لکھا ہے جو اس دور کی علمی، ادبی، سیاسی اور مذہبی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کتاب کے مقدمات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ فقہائے ہند کی دس جلدوں کی تفصیل یہ ہے:

جلد اول: پہلی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک۔ صفحات ۳۲۸۔ طبع ۱۹۷۴ء۔

جلد دوم: نویں صدی ہجری۔ صفحات ۲۶۴۔ طبع ۱۹۷۵ء۔

جلد سوم: دسویں صدی ہجری۔ صفحات ۴۰۰۔ طبع ۱۹۷۶ء۔

جلد چہارم (حصہ اول): گیارہویں صدی ہجری، صفحات ۲۸۰، طبع ۱۹۶۶ء۔ (حصہ دوم): گیارہویں صدی ہجری، صفحات ۴۱۶، طبع ۱۹۷۸ء۔

جلد پنجم (حصہ اول): بارہویں صدی ہجری، صفحات ۳۵۲، طبع ۱۹۷۹ء۔ (حصہ دوم): بارہویں صدی ہجری، صفحات ۴۲۸، طبع ۱۹۸۱ء۔

فقہائے پاک وہند (جلد اول): تیرہویں صدی ہجری۔ صفحات ۳۴۴۔ طبع ۱۹۸۲ء۔

(جلد دوم): تیرہویں صدی ہجری۔ صفحات ۴۸۰۔ طبع ۱۹۸۴ء۔

(جلد سوم): تیرہویں صدی ہجری۔ صفحات ۴۵۲۔ طبع ۱۹۸۹ء۔

برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش: اس کتاب میں ان پچیس صحابہ کرام، بیالیس تابعین اور اٹھارہ تبع تابعین کے حالات شرح وتفصیل سے بیان ہوئے ہیں جو اشاعت اسلام یا کسی دوسرے سلسلے میں برصغیر میں وارد ہوئے۔ کتاب کے شروع میں ایک جامع مقدمہ ہے جس میں عرب و ہند کے باہمی تعلقات اور بعض ہندوستانی قوموں کے عرب علاقوں میں جا کر آباد ہونے کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحات کی تعداد ۲۲۴ ہے۔ طبع ۱۹۸۹ء لاہور۔

ارمغان حنیف: مولانا محمد حنیف ندوی بہت بہت بڑی علمی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی علمی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ مصنف، محقق، فلسفہ اسلامی کے ممتاز ترین اسکالر اور قرآن حکیم کے بلند پایہ مفسر تھے۔ قدیم و جدید علوم پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس کتاب میں مولانا حنیف ندوی کی علمی خدمات اور حالات زندگی کو خوب صورت اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۳۷۱ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کا ایک باب ندوی صاحب کے لطائف و واقعات پر مشتمل ہے جو بھٹی صاحب کے بلند ادبی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ طبع ۱۹۸۹ء۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ان کتب کی تالیف و تصنیف اور تراجم کے علاوہ بھٹی صاحب نے جن کتب کو ایڈٹ کیا ان میں (۱) اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔ (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

پیغام TV کی سالانہ تقریب

تحریر
جناب محمد عاصم حفیظ

خوش قسمتی کسے کہتے ہیں؟ آپ دنیا کے مقدس ترین مقام مسجد الحرام بیت اللہ شریف کے آڈیٹوریم میں بیٹھے ہوں اتنے میں دنیا کی معزز ترین شخصیت امام الحرمین الشیخ عبدالرحمٰن السدیس ہال میں داخل ہو کر انتہائی خوش باش اور کھلے کھلے چہرے کے ساتھ پاکستان سے آئے اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہیں۔ امام کعبہ خود چل کر ایک ایک فرد کے پاس جائیں، مصافحہ کریں اور اسے حرمین میں آمد پر خوش آمدید کہیں۔ اسے ہی تو خوش قسمتی کہتے ہیں کہ جس کی چاہت دنیا کے ہر مسلمان کے دل میں موجود رہتی ہے لیکن نصیب صرف چند قسمت والوں کو ہی ہوتی ہے۔ اہل اسلام کے محبتوں اور عقیدتوں کے مرکز حرمین الشریفین کی زیارت کو ہر آنکھ ترستی ہے اور یہاں تو ہم سب امام موصوف کے مہمان تھے۔

جی ہاں قارئین! کچھ ایسا ہی منظر تھا پیغام ٹی وی کی اس خصوصی تقریب کا جو کہ پندرہ جون کو حرمین الشریفین کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ امام الحرمین الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کی زیر سرپرستی منعقدہ اس تقریب میں پاکستان، بحرین، قطر، کویت، سعودی عرب، بھارت، برطانیہ اور بنگلہ دیش کی نامور شخصیات نے شرکت کی۔ دنیا بھر میں کتاب وسنت کی اشاعت اور قرآن وحدیث کی سچی تعلیمات کے فروغ کے لئے سرگرم پیغام ٹی وی نیٹ ورک کا یہ اعزاز ہے کہ اسے عالم اسلام کی نامور ترین شخصیت امام حرم کی سرپرستی حاصل ہے۔ ہر سال ماہ شعبان میں اس چینل کے بورڈ آف ڈائریکٹرز اور دیگر شخصیات کی ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ اس تقریب کا مقصد پیغام ٹی وی کی سالانہ کارکردگی کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ مستقبل کے اہداف کا تعین کرنا اور امام کعبہ سمیت دیگر نامور شخصیات کی قیمتی آراء کی روشنی میں چینل کی دعوتی سرگرمیوں کو مزید منظم کرنا ہوتا ہے۔ اس بار مختلف ممالک سے پچاس سے زائد نامور شخصیات نے اس تقریب میں شرکت کی۔ پیغام ٹی وی مینجمنٹ کی خصوصی شفقت اور چیف آپریٹنگ آفیسر جناب حافظ ندیم احمد کی کاوشوں کی بدولت اس بار راقم کو اس تقریب میں چینل ملازمین کی نمائندگی کا موقعہ ملا جو کہ زندگی کے یادگار ترین لمحات تھے۔

ایک دلچسپ بات یہ بھی تھی کہ امام حرم اپنی بعض مصروفیات کے باعث برطانیہ میں موجود تھے اور وہ خصوصی طور پر اپنا دورہ مختصر کر کے اس تقریب میں شرکت کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ ان کی آمد کے پیش نظر یہ تقریب شیڈول سے ایک دن تاخیر سے منعقد ہوئی۔ تقریب میں آمد کے موقعے پر امام صاحب کو شاید۔ اس بات کا بھرپور احساس تھا اسی لئے وہ اپنے بے مثال خوش مزاج رویے سے اس کا بھرپور ازالہ کرتے نظر آئے۔ ہوا کچھ یوں کہ امام صاحب کے استقبال کے لئے چیئرمین پیغام ٹی وی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، وائس چیئرمین الشیخ علی محمد ابوتراب، ڈائریکٹر مولانا شعیب احمد میرپوری اور دیگر احباب موجود تھے۔ امام صاحب نے ان سب سے مصافحے و معانقے کے بعد باآواز بلند کہا کہ ''ساجد میر کہاں ہیں؟'' ''ساجد میر کہاں ہیں؟'' یہ واقعی انتہائی خوشگوار لمحہ تھا کہ امام کعبہ خود ایک ایسی پاکستانی شخصیت سے ملنے کو بے تاب تھے کہ جنہوں نے اپنی زندگی قرآن و حدیث کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ یہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کا پیغام ٹی وی کے اجراء اور پاکستان میں جاری دعوتی سرگرمیوں کے حوالے سے سینئر پروفیسر ساجد میر کی خدمات کو زبردست خراج تحسین تھا۔ پروفیسر ساجد میر امام صاحب کی خواہش پر خود چل کر دروازے کی طرف آئے اور امام صاحب کا استقبال کیا۔ ان شخصیات کی ایک دوسرے سے بے لوث محبت اور اظہار عقیدت یقیناً گراں قدر اور قیمتی لمحات تھے جنہیں دیکھنے کا ہمیں اعزاز نصیب ہوا۔ امام صاحب اس کے بعد خود جا کر تمام حاضرین کو فرداً فرداً ملتے رہے۔ اس قدر اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے کے باوجود یہ ان کا بڑا پن تھا۔ ہم سب تو خوش و خوش قسمتی کی سرشاری سے دوچار تھے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سکیورٹی سٹاف بھی حیرانی کا شکار تھا کہ امام صاحب ان حاضرین محفل کے ساتھ کیوں اس قدر اظہار محبت کر رہے ہیں۔ اسٹیج پر بیٹھتے ہی امام صاحب نے سب سے پہلے اپنی سکیورٹی پر معمور ایک اہلکار کو بلا کر ہال کے اندر موجود تمام اہلکاروں کو باہر جانے کی ہدایت جاری کی۔ اس سے انہوں نے زبردست اپنائیت کا احساس دلایا کہ انہیں اس محفل میں کسی بھی قسم کا روایتی پروٹوکول نہیں چاہیے۔ اسٹیج پر دو ہی شخصیات موجود تھیں: امام الحرمین الشیخ عبدالرحمٰن السدیس اور پیٹرن ان چیف پیغام ٹی وی جناب پروفیسر ساجد میر۔ ہال کو پیغام ٹی وی کے لوگو اور خوبصورت فلیکسز سے سجایا گیا تھا۔ تمام شرکاء کو پیغام ٹی وی کی کارکردگی رپورٹ، پروگرامز کی تفصیل اور دیگر معلومات پر مبنی مواد دلکش فائلز میں دیا گیا تھا۔ تقریب کا آغاز نامور پاکستانی عالم دین قاری صہیب احمد میر محمدی کی خوش الحان تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد وائس چیئرمین پیغام ٹی وی الشیخ علی محمد ابوتراب نے چینل کی اہم کامیابیوں، کارکردگی، عوامی مقبولیت، پروگرامز ورائٹی، موضوعات کے تنوع، علماء وسکالرز کی نمائندگی، مستقبل کے اہداف اور دیگر اہم امور پر مفصل روشنی ڈالی۔ انہوں نے انتہائی دلچسپ انداز میں مختصر عرصے کے دوران پیغام ٹی وی کی دعوت دین کے لئے گراں قدر خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس نے اظہار خیال کیا۔ ان کا خطاب قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ان کی بے پناہ محبت اور اس سے منسلک حاملین کتاب و سنت کو خراج تحسین پیش کرنے کا ایک بہترین اظہار تھا۔ ان کے خطاب نے وہاں موجود بہت سی شخصیات کی آنکھوں کو اشکبار کر دیا۔ دارالسلام انٹرنیشنل کے مینیجنگ ڈائریکٹر مولانا عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ دعوت قرآن وحدیث اور اس کی اشاعت سے منسلک جماعت سے اظہار محبت کا اس سے بہترین نمونہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ان کا خیال تھا کہ اس خطاب کو اردو میں ترجمہ کرا کے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کرنا چاہیے تاکہ دنیا بھر کے اردو دان طبقے تک امام

صاحب کے خیالات پہنچ سکیں۔ برصغیر پاک و ہند میں سرگرم حاملین کتاب وسنت تک یہ پیغام پہنچ سکے کہ حرمین الشریفین کے امام ان سے کس قدر محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ امام صاحب نے پیغام ٹی وی نیٹ ورک سے منسلک تمام شخصیات کی کاوشوں کو زبردست خراج پیش تحسین کیا اور اس کی پروڈکشن کو انتہائی معیاری اور دلچسپ قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام کی سچی تعلیمات کو پھیلانا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ یہ واجب ہے اور اس کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے مجاہد جیسا ہے۔ امام صاحب نے دعوت دین کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کو اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ دعوت وتبلیغ سے منسلک اداروں اور افراد کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ عوام تک قرآن وحدیث کی سچی تعلیمات کو پہنچانے کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائیں۔ امام صاحب کے انتہائی علمی وحوصلہ افزاء خطاب کے بعد چیئرمین پیغام ٹی وی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے ان کے خیالات کی اردو میں جامع ترجمانی کی۔ انہوں نے حاضرین تک امام صاحب کے خیالات پہنچائے کہ کس طرح انہوں نے حاملین کتاب وسنت سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اس دوران مختلف شرکاء نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا اور پیغام ٹی وی کے ساتھ اپنے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

اس کے بعد تمام حاضرین الشیخ عبدالرحمن السدیس سے مصافحے اور معانقے کے لئے اسٹیج پر تشریف لانے لگے۔ امام صاحب نے انتہائی خوش دلی کے ساتھ ان معزز شخصیات کی عزت افزائی فرمائی۔ ان کی دلی خوشی و راحت ان کے چہرے پر سجی مسکراہٹ اور جذبات سے عیاں تھی۔ امام صاحب اردو اور پشتو سمجھنے والے دنیا بھر کے ناظرین کے لئے پیغام ٹی وی نیٹ ورک کی خدمات سے انتہائی خوش دکھائی دیئے۔ پاکستان سے اس تقریب میں شرکت کرنیوالی شخصیات کی عزت افزائی یقیناً ان کا بڑا پن تھا جو کہ اس خطہ سے ان کی محبت اور ان افراد کی خدمات کا بھرپور اعتراف بھی تھا۔ الشیخ عبدالرحمن السدیس نے اس موقعے پر پیٹرن انچیف پیغام ٹی وی سینئر پروفیسر ساجد میر اور چیئرمین پیغام ٹی وی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کو خصوصی شیلڈز اور تحائف بھی پیش کیے امام صاحب کی جانب سے تمام حاضرین کے لئے کھانے کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔ اس موقعے پر بھی انہوں نے اپنی بے مثال مہمان نوازی کا ثبوت دیا۔ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا بلکہ اٹھ کر فرداً فرداً سب کے پاس جاجا کر کھانے سے متعلق پوچھتے رہے۔ امام صاحب نے اپنے حسن اخلاق سے تمام شرکاء کے دل جیت لئے۔ ہر کوئی ان کا دیوانہ نظر آتا تھا۔ امام حرم کی یہ الفت ومحبت یقیناً ایک گراں قدر تحفہ تھا جو ہر ایک کے حصے میں آیا اور سب کے لیے زندگی کی حسین ترین یادگار بن گیا۔ ان سے ہاتھ ملانا اور پھر ان کا محبت سے گلے لگانا زندگی میں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ جو اس بابرکت محفل کے حاضرین کے حصے میں آئی۔ امام کعبہ الشیخ عبدالرحمن السدیس کا سینئر پروفیسر ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، الشیخ علی محمد ابو تراب، مولانا عبدالمالک مجاہد اور دیگر قائدین کے لئے اظہار محبت وعقیدت ہم سب کے لئے انتہائی خوشگوار حیرت تھی کہ وہ ان شخصیات کی دینی و جماعتی خدمات کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔ تقریب میں جن شخصیات نے شرکت کی ان میں مولانا عبدالباسط شیخوپوری، الشیخ شریف چنگوانی (ملتان)، شریف مشہور (سعودی عرب)، یوسف الوابل (سعودی عرب)، عبدالرحمن عمودی، قاری صہیب احمد میر محمدی، چوہدری عبدالرزاق (سیالکوٹ)، زاہد ملک (سیالکوٹ)، چوہدری صفت الٰہی، نوجوان رہنما جناب سلمان اعظم، میاں راشد (شیخوپورہ)، لاہور کے نامور تاجر رہنما شیخ ادریس، جناب محمد کاشف، جناب محمد منیر احمد، جناب عاطف اسحاق، جناب محمد خالد، جناب فیصل شہزاد صوفی، یونیورسٹی آف لاہور کے جناب اویس رؤف، کریسنٹ ٹیکسٹائل انڈسٹریز کے وائس پریزیڈنٹ جناب ریحان یوسف، یونیورسٹی آف ساؤتھ ایشیا سرگودھا کیمپس کے ہیڈ جناب ثاقب قریشی، فیصل آباد سے جناب کاشف نواز رندھاوا، مسلم لیگی ممبر صوبائی اسمبلی آزاد علی تبسم، برطانیہ سے مولانا شریف اللہ شاہد، کاشف خواجہ (ریاض)، علی اصغر (بنگلہ دیش)، اکمل چیمہ (سابق تحصیل ناظم سیالکوٹ) اور دیگر شخصیات شامل تھیں۔

اس بابرکت تقریب میں شرکت یقیناً ایک اعزاز تھا اور زندگی کے یادگار ترین لمحات۔ پیغام ٹی وی کی حرمین الشریفین میں اس قدر پذیرائی چینل کے پیٹرن انچیف سینئر پروفیسر ساجد میر، چیئرمین ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور وائس چیئرمین الشیخ علی محمد ابو تراب کی انتھک محنتوں وکاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چینل سے اپنے دین کے فروغ اور کتاب وسنت کی اشاعت کا بھرپور کام لے اور اسے دن دگنی، رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ اس کی کامیابی کے لئے سرگرم افراد پر خصوصی کرم فرمائے اور چینل سے منسلک تمام ملازمین اور احباب پر اپنا خصوصی کرم فرمائے۔ کائنات کے مقدس ترین مقام بیت اللہ شریف اور دنیا کی معزز ترین شخصیت امام حرم الشیخ عبدالرحمن السدیس کی محفل میں بیٹھے یہی ایک دعا تھی کہ جو میرے دل سے نکل رہی تھی اور میں چاہوں گا کہ سب قارئین بھی اس میں شامل ہوں۔ آمین!

ذمہ داران وکارکنان اہل حدیث یوتھ فورس کے نام.....اہم پیغام

وطن عزیز اس وقت سیلابی آفت میں گھرا ہوا ہے۔ چترال، گلگت بلتستان، پشاور، سندھ، بلوچستان، جنوبی پنجاب (ایسے ڈیرہ غازی خاں، راجن پور، مظفرگڑھ) و دیگر علاقے سیلابی ریلوں کی زد میں ہیں۔ انسانی جانوں کی ہلاکت کے علاوہ فصلیں تباہ، جانور ہلاک، مکانات منہدم ہو چکے ہیں۔ کھلے آسمان تلے ہزاروں لوگ بے سروسامانی کے عالم میں خوراک اور پانی کو ترس رہے ہیں جو بے یارومددگار آپ کی امداد وتعاون کے منتظر ہیں۔

آیئے! سسکتی انسانیت، لٹے پٹے مہاجرین، بے گھر ہم وطنوں کے لیے دست تعاون دراز کیجیے۔

آپ سے التماس ہے کہ دکھی انسانیت کی خدمت کے اس عظیم منصوبے کے لیے آپ اپنے ضلع، شہر کی تمام مساجد میں تعاون کی اپیل اور مخیر حضرات سے فنڈ اکٹھا کر کے مرکز میں جمع کروائیں۔ آپ کی یہ کاوش بہت سے نادار اور غریب لوگوں کے لیے مرہم کا باعث بنے گی۔..... والسلام..... حافظ ذاکر الرحمن صدیقی (صدر) حافظ فیصل افضل شیخ (جنرل سیکرٹری)

طب و صحت

لیموں ..... وٹامن سی کا خزانہ

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی

لیموں ایک معروف و مقبول، خوش ذائقہ، سارا

دنیا میں پایا جانے والا اور سستے داموں آسانی سے ہر جگہ ملنے والا پھل ہے۔ اس کی کاشت سارا سال ہوتی ہے۔ ظاہری طور پر یہ ایک چھوٹا سا پھل ہے مگر اپنے مخفی اجزاء حیاتین سے بھرپور ہے اور حیاتین ج (وٹامن سی) کا تو بھرپور خزانہ ہے۔ جدید تحقیقات طب اس بات کی مظہر ہیں کہ انسانی جسم کی بقا اور تحفظ کیلئے حیاتین کی بڑی اہمیت ہے اور حیاتین کی کمی انسانی جسم کو مختلف عوارض کا شکار کر دیتی ہے۔ حیاتین ج (وٹامن سی) کی کمی سے مسوڑھوں سے خون آنا، مسوڑھوں میں ورم، صفراوی بخار اور ہڈیوں کی کمزوری اور شکست و ریخت جیسے امراض ہو سکتے ہیں۔ اس لیے معالج جھرات مسوڑھوں میں خون آنے یا ورم کی صورت میں وٹامن سی کی گولیاں دیتے ہیں لیکن لیموں کے استعمال سے ان گولیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ نیز وٹامن سی کی کمی سے ہونے والے عوارضات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ یوں تو لیموں سارا سال ہوتا اور ملتا ہے مگر اس کا موسم پیداوار برسات ہے اور دوسرے پھلوں کی طرح یہ چھوٹا سا پھل بھی اپنے موسمی تقاضے خوب پورے کرتا ہے۔ پھل موسم کے مطابق کیفیت و عوارضات کے ازالے کے ساتھ ساتھ لذت و غذائیت فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح لیموں وبائی امراض مثلاً پیٹ درد، سہال، خارش اور گرمی کے دانوں میں گوناگوں فوائد کا حامل ہے۔ موسم برسات میں لیموں کی سکنجبین بہت مفید ہوتی ہے۔ قے، دست اور متلی میں لیموں پر کالی مرچ اور نمک لگا کر چٹائیں، دونوں وقت کھانے کے ساتھ غذا پر لیموں نچوڑ کر نمک کا اضافہ کر کے استعمال کریں۔

لیموں کا تعلق ترش فروٹ (ترش خاندان) سے ہے۔ اس خاندان میں لیموں کے علاوہ سنگترہ، مالٹا، کنو، مٹھا اور چکوترا وغیرہ ہیں مگر لیموں اس خاندان میں سب سے فائدہ مند اور غذائی اجزاء سے مالا مال ہے۔

قدرت نے لیموں کو کثیر غذائی اجزاء سے سرفراز کیا ہے اس میں پچاس فی صد پانی کے علاوہ لحمی اجزاء، چکنائی اور نشاستہ دار اجزاء ہوتے ہیں۔ حیاتین الف قلیل مقدار میں جب کہ حیاتین ج کثیر مقدار میں ہوتی ہے۔ ہر ایک چھٹانک لیموں میں ۳۲ غذائی حرارے موجود ہوتے ہیں۔ لیموں کے کیمیائی تجزیہ کے مطابق اس میں حیاتین ج ۳۰ ملی گرام، کیلشیم ۲۰ گرام، فاسفورس ۱۴ ملی گرام کے علاوہ سٹرک ایسڈ جس قدر لیموں میں ہوتا ہے کسی اور پھل میں نہیں ہوتا۔

قدیم اطباء نے اس کی چند صفات معلوم کر کے اس کی سکنجبین بنا ڈالی جو ایک خوش ذائقہ، فرحت بخش اور لذیذ مشروب کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ مگر لیموں ایک خوش ذائقہ، صحت بخش پھل کے ساتھ ساتھ مفید دوائی غذا بھی ہے اور مرض یرقان جس کے علاج میں ایلوپیتھی سسٹم آف میڈیسن ناکام ہے کا شفا بخش علاج بھی ہے۔ لیموں کا چھوٹا سا سنہری پھل نہ صرف شفائی اثرات سے مالا مال ہے بلکہ صحت و توانائی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ امراض کے خلاف سب سے موثر ہتھیار، قوت مدافعت ہے۔ لیموں کا استعمال اس قوت کو مضبوط بناتا ہے اور خون کے سرخ ذرات پیدا کرنے میں بھی اہم کردار کا حامل ہے۔ آج کل نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں چہرے پر پھوڑے پھنسیاں پیدا ہونے کی شکایت ہے۔ یہ کیل دانے چہرے کے حسن کو متاثر اور شکل کو بدصورت بنا دیتے ہیں جس سے نوجوانوں میں نفسیاتی ناگواری کا احساس ہوتا ہے۔ ان کیل دانوں اور خارش کا سبب عموماً فساد خون ہے۔ نوجوان نسل ان سے نجات کے لیے اور جلد کے نکھار کے لیے کریموں کا بھرپور استعمال کرتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ قدرت نے رنگت نکھارنے، رنگ کاٹنے کے لیے اس چھوٹے سنہری پھل میں کس قدر شفا رکھی ہے۔ لیموں کا استعمال جلد نکھارتا ہے، خون کے فساد ختم کر کے خون صاف کرتا، پھوڑے، پھنسیاں ختم کرتا اور داغ دھبوں کو صاف کرتا ہے۔ مصفی خون ہونے کے علاوہ لیموں قاتل جراثیم بھی ہے۔ اس کا استعمال تیزابی مادوں کو ختم کرتا ہے، صفراوی امراض کو تو لیموں تیر بہدف علاج ہے اور اسی وجہ سے ملیریا بخار میں مفید ہے۔ لیموں کا عرق گلاب میں ملا کر چہرے پر لگانے سے داغ دھبے صاف ہو جاتے ہیں، لیموں کی مالش چہرے کی جلد میں نکھار کرتی ہے۔ موسم برسات میں جب ذرا پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے جی متلاتا ہے اور اسہال لگ جاتے ہیں تو ایسے میں لیموں کے رس کو پانی ملا کر پینا مفید تدبیر ہے۔ حاملہ عورتوں کو جی متلانے میں لیموں چوسنے کو دیا جاتا ہے۔

لیموں کے طبی استعمالات

☆ چہرے کے داغ دھبوں کے لیے لیموں کے دو ٹکڑوں پر صابن اچھی طرح مل کر انہیں چہرے پر ملیں اور نیم گرم پانی سے منہ دھوئیں، حساس جلد والے احتیاط سے کام لیں۔ ان کے لیے بہتر ہے کہ لیموں کا رس برابر گلیسرین اور عرق گلاب ملا کر استعمال کریں۔

جگر اور تلی کے امراض: لیموں کے ٹکڑے کر کے ان پر نمک چھڑک کر ہلکا سا گرم کر کے دن میں چار پانچ بار چوسنا مفید ہے۔

دمہ: لیموں کا رس دن میں تین چار بار استعمال کرنا فائدہ مند ہے۔

ہیضہ: لیموں کے رس میں مویز منقی تر کر کے رکھیں اور پھر گھنٹہ بعد ایک مویز منقی کھا لیں اور لیموں کا رس تھوڑا سا پی لیں۔

خارش: لیموں کے استعمال کے ساتھ اس کے رس کی بدن پر مالش کریں، پھر اس رس کو جلد پر خشک ہونے دیں۔

لمبے کالے اور چمکیلے بال: لیموں کے عرق میں خشک آملے کا سفوف بنا کر ملا کر بالوں کی جڑوں میں لگانا فائدہ مند ہے۔

موٹاپا: موٹاپے کو ختم کرنے کے لیے آج کل سلمنگ سنٹروں کا زور ہے۔ اشتہاری لوگ موٹاپے کے نام پر بڑے بڑے اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو خوب لوٹ رہے ہیں مگر کم لوگ جانتے ہیں کہ لیموں موٹاپے کے لیے شافی تدبیر ہے۔ مصر میں نوجوان لڑکیاں عموماً چھریرے اور نازک اندام بدن کی ہوتی ہیں جس کی وجہ ان کا لیموں کا استعمال کرنا ہے۔ موٹاپا دور کرنے اور اسمارٹ رہنے کے لیے صبح نہار منہ و سہ پہر آدھا آدھا لیموں کا رس نیم گرم پانی ایک گلاس پانی میں استعمال کرنا مفید ہے۔ البتہ لیموں کو استعمال سے قبل آگ پر ہلکا سا سینک لیا جائے، لیموں کے چھلکوں کو چہرے کے داغوں پر رگڑنا مفید ہے۔

خنازیر: یہ ایک ہٹیلا مرض ہے اور مشکل سے جاتا ہے۔ ماحولیاتی و فضائی آلودگی نے اس مرض میں بہت

باقی صفحہ 15 پر

اخبار الجماعۃ

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ تبلیغ کا اہم اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ تبلیغ کا اہم اجلاس مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوا جس کی صدارت ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم MNA صاحب نے کی۔ اجلاس میں شعبہ تبلیغ کے ناظم حافظ عبدالباسط شیخوپوری اور معاون ناظم تبلیغ حافظ محمد عثمان شاکر نے شرکت کی۔ اجلاس میں حافظ عبدالباسط شیخوپوری نے گذشتہ مدت کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا شعبہ تبلیغ فعال اور متحرک کردار ادا کر رہا ہے۔ ملک بھر میں تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں میں سب سے زیادہ کانفرنسیں' جلسے اور اجتماعات مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان کے ہر صوبہ' ضلع' شہر' بستی اور گاؤں میں قرآن وسنت کی خالص دعوت پہنچ رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس سلسلہ میں جماعت کے مبلغین اپنا مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں' جن کو جماعت کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔ مزید کہا کہ پچھلی جماعتی مدت میں ملک کے تمام صوبوں اور اضلاع میں متعلقہ شعبہ کے زیر اہتمام جماعتی دورے اور رابطے کیے گئے۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے شعبہ تبلیغ کی طرف سے پیش کی گئی رپورٹ کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اسے مزید بہتر بنانے کی ہدایت کی۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے کہا کہ شعبہ تبلیغ جماعت میں مرکزی اہمیت کا حامل ایک اہم شعبہ ہے۔ اس کے ذریعے قرآن وسنت کی خالص دعوت اور پیغام جماعت کے مبلغین ملک کے کونے کونے میں پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے ہدایت کی کہ شعبہ تبلیغ کے اجلاس باقاعدگی سے منعقد کیے جائیں۔

علاوہ ازیں اجلاس میں درج ذیل اہم فیصلے بھی کیے گئے۔

۱۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے اہم مبلغین کی ایک ملاقات امیر محترم جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم سے کروائی جائے جس میں ان کو جماعتی پالیسی' اہداف اور جماعتی نظم کے بارے بریف کیا جائے۔

۲۔ صوبہ پنجاب کے دور دراز کے اضلاع میں ایک ایک اور باقی صوبوں میں دو دو پروگرام منعقد کیے جائیں گے جن میں مرکزی سطح کے مبلغین شرکت کریں گے۔

۳۔ اضلاع میں ہونے والے تمام پروگرام استحکام پاکستان کے عنوان سے منعقد کیے جائیں گے۔

۴۔ بہت جلد مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں علماء وخطباء کنونشن منعقد کیا جائے گا جو جماعتی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھے گا۔ اجلاس میں ناظم تبلیغ کی معاونت' معاون ناظم تبلیغ حافظ محمد عثمان شاکر نے کی۔ نائب ناظم شیخ سید عتیق الرحمٰن شاہ مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

۵۔ اگست اور ستمبر میں ہونے والے تمام پروگرام' کانفرنسز' جلسے' سیمینارز' ریلیاں' جلوس' استحکام پاکستان کے نام سے منعقد کیے جائیں۔

رپورٹ: حافظ بابر فاروق' خطیب مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

کتاب وسنت کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث بدھائی کے کے زیر اہتمام 16 ویں سالانہ کتاب وسنت کانفرنس 10 نومبر بروز منگل بعد نماز عشاء بمقام مرکز اہل حدیث بدھائی کے تحصیل چونیاں ضلع قصور میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر سے جید علماء کرام خطابات فرمائیں گے۔ تفصیلی اشتہار بعد میں شائع کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

منجانب: قاری عبدالوحید کوکب

افطاری پروگرام

اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک پنڈی ضلع گجرات میں 11 جولائی' 23 رمضان کے افطاری پروگرام میں مولانا سلیم اللہ مدنی آف فیصل آباد نے سیرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور مولانا عبدالغفار صدیقی نے توبہ کی اہمیت پر بڑے مدلل خطابات ہوئے۔

دوسرا پروگرام 23 جولائی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چک پنڈی میں بعد نماز مغرب درس قرآن وحدیث ہوا

منجانب: صاحبزادہ عبدالغفار صدیقی

اعلان تقریری

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے شعبہ خدمت خلق کے لیے جناب حافظ آصف مجید' مولانا مبشر مدنی اور حافظ طاہر شیخ کو معاون مقرر کیا ہے۔ امید ہے وہ پہلے سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں اور وسائل کے ذریعے جماعت کی عزت اور وقار میں اضافے کا سبب بنیں گے۔

منجانب: حافظ بابر فاروق رحیمی' ناظم مرکز 106 راوی روڈ لاہور

قوم امن کوششوں میں فوج کے ساتھ ہے

بدوملہی (نامہ نگار) دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت اور فوج کی کوششیں لائق تحسین ہیں۔ پوری قوم امن کوششوں میں فوج کے ساتھ ہے۔ ان خیالات کا اظہار ناظم اعلیٰ پنجاب میاں محمود عباس نے نائب امیر تحصیل نارووال نذیر احمد اسد آف بدوملہی کے ساتھ ایک ملاقات میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر قسم کے بحرانوں سے نجات کے لیے وطن عزیز پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلام قیامت تک کے لیے دنیا کو امن کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

منجانب: ناصر حکیم بھٹی نامہ نگار بدوملہی

تعلیم وتزکیہ پروگرام

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اہلحدیث یوتھ فورس سٹی شیخوپورہ کے زیر اہتمام راؤ ٹاور سول کوارٹر روڈ میں سٹی شیخوپورہ کا شاندار اور بے مثال 20 روزہ تعلیم وتزکیہ پروگرام منعقد کیا گیا جس کی بنیاد چند سال پہلے ضلعی امیر حافظ عبدالباسط شیخوپوری کی زیر سرپرستی تقویٰ پر رکھی گئی۔ یہ پروگرام الحمدللہ اس قدر کامیاب ہوا کہ پہلے سالوں کی نسبت نماز فجر کے بعد خواتین وحضرات' سول کوارٹر روڈ پر کثیر تعداد میں نظر آتے رہے۔ جماعت کے نامور خطباء عظام کے درس قرآن مجید بھی اپنی مثال آپ تھے۔ تمام کارکنان کو ان پروگرامز کی کامیابی پر مبارک باد دی گئی۔

منجانب: عبدالستار انجم' ناظم تحصیل شیخوپورہ

ماہانہ درس قرآن

دارالعلوم تقویۃ الاسلام "مدرسہ غزنویہ" 4 فیض کل روڈ لاہور میں ماہانہ درس قرآن مؤرخہ 17 اگست 2015 بروز پیر بعد نماز مغرب جناب مولانا حافظ عبدالغفار مدنی صاحب ارشاد فرمائیں گے۔ مستورات کے لیے پردہ کا انتظام ہوگا۔ اہل اسلام سے شرکت کی اپیل ہے۔

منجانب: سید جنید غزنوی' مہتمم جامعہ ہذا

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ خدمت خلق کا اہم اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ خدمت خلق کا اہم اجلاس مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوا' جس کی صدارت ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم MNA چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی مذہبی امور و دستوری اسمبلی نے کی' اجلاس میں حافظ شاہد امین نے محترم ناظم اعلیٰ صاحب کو اپنے شعبہ کی سابقہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ گذشتہ جماعتی مدت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے سیلاب زدہ علاقوں میں عوام کی بھرپور مدد کی گئی۔ متاثرہ علاقوں میں میڈیکل کیمپ اور امدادی کیمپ لگائے گئے' اس کے علاوہ سیلاب سے متاثرہ گھروں کی ضلع گوجرانوالہ' ضلع حافظ آباد میں مرمت اور تعمیر نو کروائی گئی۔ مختلف ضلعی اور شہری مقامات پر عوام کی سہولت کے لیے فری ایمبولینس سروس بھی شروع کی گئی۔ اس طرح ملک بھر کے تقریباً تمام اضلاع میں فری ہسپتال' فری ڈسپنسریوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ شعبہ خدمت خلق کے چیئرمین نے رپورٹ میں بتایا کہ غرباء' مساکین' یتامیٰ' بیوگان کی امداد کے لیے تقریباً 60 لاکھ کی خطیر رقم خرچ کی گئی۔ علاوہ ازیں ضلعی و تحصیلی اور شہری مقامات پر رمضان المبارک میں سحری و افطاری کے ساتھ ساتھ عید کے موقع پر غرباء' مساکین' بیوگان کو فری راشن بھی تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح عیدالاضحیٰ کے موقع پر تمام شہروں میں جماعت کی طرف سے قربانیوں کا اجتماعی انتظام کر کے گوشت غرباء' مساکین اور مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم MNA صاحب نے سابقہ کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اسے مزید بہتر بنانے کی ہدایت کی۔ انہوں نے حالیہ سیلاب میں شعبہ خدمت خلق کو مزید فعال اور متحرک بنانے کے احکامات بھی صادر کیے۔ انہوں نے شعبہ خدمت خلق کی رپورٹ میڈیا میں خصوصاً نشت روزہ اہل حدیث میں شائع کرنے کی ہدایات بھی کیں۔ اس کے علاوہ ناظم اعلیٰ صاحب نے جناب حافظ آصف مجید' جناب مولانا مبشر احمد مدنی' جناب محمد طاہر شیخ کو مرکزی چیئرمین شعبہ خدمت خلق کا معاون مقرر کیا۔

تحصیل سلانوالی کی تبلیغی سرگرمیاں

مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل سلانوالی کے زیر اہتمام اور زیر امارت مولانا عبدالرحمان سلفی امیر مرکزیہ سلانوالی اور زیر نظامت چوہدری محمد نعیم ناظم مرکزیہ سلانوالی۔ نیکیوں کے موسم بہار میں دعوتی و تبلیغی جستجو جاری رہی اس سلسلے میں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے درج ذیل پروگرام کرائے گئے۔

10 رمضان المبارک جامع مسجد فردوس اہلحدیث چک نمبر 127 شمالی میں زیر نگرانی قاری محمد ابراہیم اور چوہدری عبدالخالق افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری عبدالوحید فاروقی نے دیا۔

11 رمضان المبارک جامع مسجد عرباض بن ساریہؓ اہلحدیث چک نمبر 115 شمالی زیر نگرانی چوہدری محمد شبیر، چوہدری [illegible] افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری محمد افضل قمر صمدانی AYF سلانوالی نے دیا۔

12 رمضان المبارک جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث چک نمبر 128 جنوبی زیر نگرانی چوہدری محمد سلیم، چوہدری محمد بابر چوہدری محمد اویس افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری عبیداللہ معاویہ مبلغ مرکزیہ سلانوالی نے دیا۔

13 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک نمبر 125 جنوبی زیر نگرانی قاری محمد مبین، رانا محمد جمیل، ڈاکٹر محمد زمان نے افطاری کا انتظام کیا اور درس قاری عبدالوحید فاروقی نے دیا۔

13 رمضان المبارک جامع مسجد علی المرتضیٰ ڈیرہ ولہلہ چک 124 جنوبی زیر نگرانی محمد رضوان برادرز افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری محمد اشفاق نے دیا۔

14 رمضان المبارک جامع مسجد معراج 127 جنوبی زیر نگرانی قاری محمد خالد افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری مدثر حقانی نے دیا۔

15 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک 130 شمالی زیر نگرانی حاجی محمد الیاس، حاجی سلطان احمد، سکندر حیات افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس مولانا اسماعیل اسد جھنگوی نے دیا۔

16 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک 124 جنوبی زیر نگرانی رانا محمد لیاقت، محمد عاطف افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس فضیلۃ الشیخ قاری سمیع اللہ شاہد نے دیا۔

16 رمضان المبارک جامع مسجد قبا اہلحدیث چک 64 جنوبی زیر نگرانی محمد رضاء الدین افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس فضیلۃ الشیخ حافظ محمد مزمل نے دیا۔

17 رمضان المبارک جامع مسجد توحید اہلحدیث چک 125 شمالی زیر نگرانی چوہدری محمد اعظم، چوہدری محمد اسلم افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری محمد عدنان شہزاد نے دیا۔

20 رمضان المبارک جامع مسجد امیر معاویہؓ کشمیر ٹاؤن سلانوالی زیر نگرانی چوہدری غالب حسین، چوہدری طارق علی افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس حاجی محمد الیاس نے دیا۔

22 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک 129 جنوبی زیر نگرانی ڈاکٹر عطاء الرحمان افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری محمد احسان فاروقی نے دیا۔

22 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک 127 جنوبی زیر نگرانی حافظ محمد عبداللہ۔ قاری محمد افضل قمر افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری عبدالوحید فاروقی نے دیا۔

24 رمضان المبارک جامع مسجد محمدی اہلحدیث چک 129 شمالی زیر نگرانی چوہدری محمد یعقوب، امیر محمد یوسف، تحصیلی جماعت کی اجتماعی افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس ترجمان مسلک اہلحدیث سید محمد سبطین شاہ نقوی نے دیا۔

27 رمضان المبارک مرکز توحید اہلحدیث چک 126 جنوبی زیر نگرانی حکیم عبدالرحمان سلفی امیر مرکزیہ سلانوالی افطاری کا انتظام کیا گیا اور درس قاری اکبر نانکپوری نے دیا۔

منجانب: قاری عبیداللہ معاویہ' تحصیل سلانوالی

رمضان میں منعقدہ پروگرام

26 رمضان المبارک کو جامعہ امام بخاری اہل حدیث واں دل سنگھ عارف روڈ پاکپتن میں افطاری پروگرام ہوا جس میں چوہدری عبدالغفار گجر' حاجی اسلم شورش کے علاوہ علاقے بھر سے معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ حافظ اعجاز دانش نے فضائل رمضان کے بارے گفتگو کی' میٹھی آواز کو لوگوں نے بے حد سراہا۔

29 رمضان المبارک جامع مسجد مسلم اہل حدیث پاکپتن میں افطاری کے ساتھ حفاظ کرام کو کپڑے' جوتے اور مختلف تحائف پیش کیے گئے۔ مدلل خطاب حضرت مولانا عمر فاروق بھٹی نے شان قرآن کے حوالہ سے کیا جس میں چوہدری عبدالغفار گجر' میاں محمد حسین بھٹی' حافظ عبدالتواب بھٹی' راقم و حافظ ذوالفقار احمد جوئیہ' علامہ عبداللہ امجد' حکیم لطف اللہ' حکیم حبیب اللہ نے بطور خاص شرکت کی۔

منجانب: رائے محمد اسماعیل کھرل' امیر تحصیل عارفوالا

یوم آزادی ..... تجدید عہد

14 اگست 2015ء وطن عزیز پاکستان کو آزاد ہوئے 68 سال کا طویل عرصہ گذر گیا لیکن جس نظریے اور مقصد کے تحت اس خطے کو حاصل کیا گیا' وہ مقصد پورا نہ ہو سکا۔ بے شمار قربانیوں اور عزتیں پامال کروانے کے بعد ملک کو تو آزاد کروالیا لیکن حقیقت میں ہم آج تک آزاد نہ ہو سکے۔ آج بھی یہاں انگریز کا قانون ہمیں جکڑے ہوئے ہے۔ ..... شرک و بدعات کے اندھیرے ..... ہندوانہ رسم و رواج۔ آیئے! ..... ملک پاکستان میں نفاذ اسلام کے لیے اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کا ساتھ دیجیے۔ ماہ اگست میں نفاذ اسلام و استحکام پاکستان جلسے' جلوس' ریلیاں' سیمینارز' پریس کانفرنسز' اخباری بیانات' موبائل فون میسج اور سوشل میڈیا پر قوم کو یہ پیغام دیجیے اور حکمرانوں کو مجبور کر دیجیے کہ اس ملک کا مقدر نفاذ اسلام اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ میں ہے جس کے لیے ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ..... ہمارا عزم ہماری آواز ..... قرآن و سنت کا نفاذ۔

(طالب دعا: العبد نعمت اللہ ظفر (کنوینر) تحریک نفاذ اسلام اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان۔ 0300-6209465)

عید ملن پارٹی

مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث منصور آباد فیصل آباد میں عید ملن کے زیر عنوان اجتماع علمائے کرام' داعیان عظام منعقد ہوا۔ امیر مرکزیہ فیصل آباد مولانا حافظ عبدالرحمن آزاد اور ناظم مرکزیہ فیصل آباد مولانا حافظ محمد اکبر جاوید کی دعوت پر منعقد کیے گئے اس اجتماع کیلئے خوبصورت دعوت نامہ بھی جاری کیا گیا تھا۔ 31 جولائی 2015ء کو بعد نماز عصر جامع مسجد رحمانیہ منصور آباد میں اس اجتماع میں کثیر تعداد میں علمائے کرام اور عہدیداران نے شرکت کی۔ اس موقع پر پروفیسر نجیب اللہ طارق' مولانا عبدالرشید حجازی نے گفتگو کرتے ہوئے ذمہ داران کو جماعت کی تاریخ اور اکابرین کی خدمات سے آگاہ کیا۔ جس سے حاضرین کو ولولہ تازہ ملا۔ پروفیسر نجیب اللہ طارق نے جذبات کو گرما دینے والی گفتگو سے اسلاف کے کارہائے نمایاں سے آگاہ کیا۔ مولانا عبدالرحمن آزاد، مولانا محمد اکبر جاوید نے اس عید ملن پارٹی میں شرکت پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی تعاون سے ایسے ہی ذوق و شوق کی امید ظاہر کی۔

منجانب: میاں محمد طیب ناظم دفتر مرکزی جمعیت فیصل آباد

انا للہ وانا الیہ راجعون!

جناب قاری عبدالستار عتیق آف کامونکے بوقت سحری بارھویں روزہ کو رضائے الٰہی سے اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! نماز جنازہ مولانا قاری حنیف ربانی نے پڑھائی۔ مرحوم بہت نیک اور محنتی تھے۔ ساری حیات دین کی تبلیغ و تدریس میں گزاری۔ قارئین سے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دعا گو: حافظ عبداللطیف' اہل و عیال و عزیز و اقارب

جامع مسجد اہل حدیث محلہ انصار کالونی گوجرہ کے سابق مؤذن حاجی محمد یعقوب انصاری مرحوم کی بہو' حاجی حبیب اللہ انصاری کی اہلیہ اور بزرگ رہنما ڈاکٹر محمد حسن کی عزیزہ انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ مولانا عبدالقادر عثمان نے پڑھائی۔ جنازہ میں ہر مکتبہ فکر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

ضرورت رشتہ

اہل حدیث سلفی' عمر 45 سال' پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ برسر روزگار شخص کے لیے کنواری' بیوہ و مطلقہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ رابطہ: عمیر 0344-4922423 - 0301-5433760

ضرورت قاری وقاریہ

ہمیں اپنے ادارے کے لیے میاں بیوی قاری وقاریہ کی ضرورت ہے۔ دونوں تجوید کے ساتھ قرآن پڑھا سکیں' حسب لیاقت معقول وظیفہ دیا جائے گا۔ مرکز التوعیۃ الاسلامیۃ سندھو کلاں براستہ پھولنگر ضلع قصور۔

رابطہ: ابوعبدالرحمن عبدالسلام

0336-4610219 - 0301-4081799

ضرورت امام وخطیب

ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں میں جذبۂ دعوت وتبلیغ سے سرشار عالم دین جو امامت وخطابت کے علاوہ بچوں کو قرآن کی تعلیم دے سکیں' کی اشد ضرورت ہے۔ فیملی رہائش کے ساتھ معقول وظیفہ دیا جائے گا۔

رابطہ: (حکیم محمد افضل) 0345-7714553

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوھر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

ہر شہر ہر ضلع سے ڈسٹری بیوٹر درکار ہیں

ہماری پروڈکٹ "ایزی پیپر سوپ" جو فی زمانہ گھر سے باہر سفر میں' آفس میں' مسجد میں' سکول و کالج میں ہر ایک کی شدید ضرورت بن چکا ہے۔ کی مارکیٹنگ کے لیے ہر شہر سے ڈسٹری بیوٹر رابطہ کریں۔ دس ہزار روپے سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کریں اور ماہانہ ہزاروں روپے کمائیں۔ محنتی' ایماندار' کاروباری حضرات رابطہ کریں۔

مینجنگ ڈائریکٹر... قاری حافظ ظفر اقبال

0335/0300-5150317

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج، مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف

☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن

☆ ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	چائنل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بیج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دار چینی	اکر	الائچی خورد	پنج کا بیج	شکونہ اذخر
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	پنج مشق پنجہ	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	جڑ موتھے	تر بجبین	ماالجڑ	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کٹوائی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

- دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
- دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
- جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
- عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

قیمت 1200 روپے

وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادر نجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	دروج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
کل وتجی	الائچی خورد	کہربا شمی	بہمن سرخ	

سوہ کنستوا ڈائجسٹو امرتسر

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS سٹار پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلیز کالونی فیصل آباد

گولڈن

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (ڈیجیٹل)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
ہونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیکر پارٹس اور مرمت کا کام بھی بخش کیا جاتا ہے۔

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیا میں زوسٹی کالج کے گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر سائنس)

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
ہونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیکر پارٹس اور مرمت کا کام بھی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیا میں زوفضل مارکیٹ گوجرانوالہ

اکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا میں گوجرانوالہ
055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد نظام خان
0343-6007005

حضرت مؤسس اوّل
صوفی ولی محمد رحمہ اللہ
متوفی 1978ء

مؤسس ثانی
ابوالحسنات
مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ
متوفی 1987ء

نشاۃ ثانیہ وتعمیرِ نو
شیخ القرآن متکلم اسلام
ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ
شہادت 2012ء

تجدید عہد و عزم نو از 2012ء
ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر
حفظہ اللہ

وفاق المدارس السلفیہ سے الحاق شدہ

داخلہ جاری ہے

تمام تر سہولتوں سے مزین جنوبی پنجاب کی منفرد اور مثالی درسگاہ

خوشخبری
جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ سے الحاق شدہ

جامعہ سعیدیہ سلفیہ ®

ایک علمی و دعوتی مرکز، رجوع الی الکتاب والسنۃ کی تحریک، جامع اور مکمل اسلامی نظام زندگی کا علمبردار ادارہ ہے

سات سالہ کورس
علوم اسلامیہ (درس نظامی)
مع
میٹرک، ایف اے، بی اے

ایک سالہ کورس
تجوید
مع
منزل

تین سالہ کورس
حفظ
مع
مڈل

دو سالہ کورس
عربی لینگویج
مع
گرائمر

خصوصیات

- مسلکی تعصب اور فرقہ واریت سے پاک خالص علمی ماحول
- دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا اہتمام
- تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی تربیت کا اہتمام
- قیام وطعام اور علاج ومعالجہ کی مثالی سہولیات
- کہنہ مشق مستند اور تجربہ کار اساتذہ کی خدمات
- اچھی کارکردگی کے حامل محنتی طلبہ کیلئے گراں قدر انعامات

رابطہ
0333-5176493
065 - 2552317
Email:
jamia.saeedia@hotmail.com
j.saeedia

ڈاکٹر حافظ مسعود عبدالرشید اظہر
رئیس
المرکز الاسلامی الحدیث • الجامعۃ السعیدیۃ السلفیۃ خانیوال

جامعہ تنویر القرآن

اعلان داخلہ

بانی: مولانا محمد امین حلیم رحمہ اللہ

مدیر: حافظ شفیق الرحمٰن بن مولانا محمد امین حلیم

ذھین اور پوزیشن ھولڈر بچوں کے والدین کے لئے عظیم خوشخبری

وفاق المدارس السلفیہ سے الحاق شدہ

30 شوال 1436ھ
بمطابق
16 اگست 2015
تک داخلہ جاری رہے گا

آپ یقیناً چاہیں گے کہ آپ کا نونہال اسلامی ریسرچ سکالر، راسخ العقیدہ اور داعی الی اللہ ہو۔ صاحب کتاب اور صاحب قلم ہو۔ اُردو، عربی، انگلش زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا جانتا ہو تو جامعۃ تنویر القرآن سے بہتر کوئی انتخاب نہیں

خصوصیات

درس نظامی کے ساتھ میٹرک سے ایم اے تک ریگولر معیاری تعلیم ✱ ثانویہ عامہ سے ثانویہ خاصہ تک کلاسز جاری ✱ علوم اسلامیہ وعصریہ میں ماہر محنتی اور تجربہ کار اساتذہ ✱ 24 گھنٹے کا مرتب ٹائم ٹیبل اور طلبہ کی ہمہ وقت تعلیمی وتربیتی رہنمائی ✱ شاندار اور جامع لائبریری ✱ عربی انگلش لینگویج لیب ✱ تعلیمی وتحریری اور تقریری مقابلوں کا اہتمام ✱ ریسرچ سکالرز اور ماہرین تعلیم سے استفادے کے لیے تربیتی پروگراموں کا انعقاد ✱ جسمانی فٹنس کے لیے ورزش اور کھیلوں کا انعقاد ✱ مطالعاتی وتفریحی ٹورز ✱ ماہانہ ٹیسٹ اور پروگریس رپورٹ سے آگاہی ✱ حکومتی نظام تعلیم کے مطابق داخلہ اور تعلیمی دورانیہ ✱ آخری کلاس سے فارغ التحصیل طلبہ کا میرٹ پر مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ✱ پوزیشن ہولڈر طلبہ کے لیے خصوصی انعامات اور تعلیمی وظائف۔

سہولیات

شاندار تین منزلہ ہاسٹل ✱ پرسکون، خوبصورت کشادہ ماحول ✱ تین وقت کا معیاری کھانا ✱ دھوبی حجام اور علاج معالجہ فری ✱ صاف شفاف پانی کے لیے جدید فلٹریشن پلانٹ۔

شرائط

امیدوار مڈل پاس ہو اور حافظ قرآن کو ترجیح دی جائے گی ✱ داخلہ انٹری ٹیسٹ تحریری وزبانی انٹرویو کے ذریعے ہوگا۔

اسناد و سرٹیفکیٹ اور ب فارم/ شناختی کارڈ اور والد/ سرپرست کے قومی شناختی کارڈ کی کاپی اور 2 عدد تصاویر ہمراہ لائیں۔

رابطہ: حافظ عبدالحفیظ مدنی 0302-4580611 قاری مزمل محمدی 0321-4123170
قاری عطاء الرحمان ناصر 0331-4109616

جامعہ تنویر القرآن حبیب پارک نزد ملتان چونگی ملتان روڈ لاہور

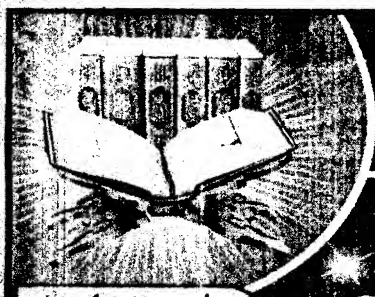

زیر سرپرستی
حافظ عبدالرحمن مدنی
مرکزی جمعیت اہلحدیث

پاکستان کی عظیم و قدیم اور مرکزی درسگاہ

جامعہ لاہور الاسلامیہ

المعروف جامعہ رحمانیہ

زیر سرپرستی
شیخ محمد ادریس حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ
محمد اسلام صاحب

میں ایم فل علوم اسلامیہ کے بعد

بی ایس علوم اسلامیہ

+ درس نظامی کا شاندار آغاز

داخلہ
شوال ۱۴۳۶ھ کے آخر تک جاری ہے
ان شاء اللہ

- مدینہ یونیورسٹی میں پاکستان بھر سے سب سے زیادہ داخلہ
- دور حاضر کے بہترین اساتذہ کرام
- مخصوص امتیازات کے ساتھ
- مدنی علما و فضلا کے زیر نگرانی
- علوم نبوت کے رسوخ و فروغ میں سرگرم

نمایاں امتیازات

- وسیع و عریض اور خوبصورت ترین عمارتوں میں تعلیمی خدمات
- جامعہ کے طالبعلم حبیب الرحمن کی اس سال مدینہ یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن
- جامعہ ہذا کے درجن بھر طلباء کا مدینہ یونیورسٹی کے ماسٹر میں داخلہ
- قراءات سبعہ و عشرہ کی مکمل معیاری تعلیم • بہترین فرنیچر کلاس روم
- ہر سال 5 مثالی طلباء کو عمرہ کا ٹکٹ
- ممتاز طلبہ کو ماہوار ۵۰۰ روپے وظیفہ
- ثانویہ کے بعد چار سالہ تعلیم سرکاری منظور شدہ بی اے اور ایم اے کی سند

فضلائے جامعہ ہذا کی ممتاز کارکردگی

- مدینہ یونیورسٹی سے فاضل سیکڑوں قابل و قابل طلبہ
- ملک و بیرون ملک ممتاز فاضل قرائے کرام
- دعوت دین، تدریس و تحقیق اور انتظام و ادارہ میں مصروف کار فضلائے جامعہ • ۵۰ سے زائد ڈاکٹرز اور کالجوں میں مصروف تدریس سیکڑوں لیکچرار • میڈیا یعنی انٹرنیٹ ٹی وی چینلز، ریڈیو صحافت میں نمایاں خدمات

علوم المناظرہ کے ماہرین اساتذہ کرام

- حافظ محمد اسحاق ظاہر
- حافظ محمد اجمل بھٹی
- حافظ شفیع ظاہر
- حافظ عبدالولی حقانی
- حافظ عبدالرشید ارشد
- حافظ انس مدنی
- حافظ محمد مضمان سلفی
- حافظ زید احمد
- حافظ محمد شفیق مدنی

علوم قراءات سبعہ عشرہ کے ممتاز ماہرین اساتذہ کرام

- قاری محمد ابراہیم میر محمدی
- حافظ حمزہ مدنی
- قاری عبدالسلام عزیزی
- قاری مصطفیٰ راسخ
- قاری عارف بشیر

جامعہ لاہور الاسلامیہ کی دونوں برانچوں میں کلاسز کا آغاز یکم اگست بروز ہفتہ سے ہوگا جو حسب سابق فاؤنڈیشن اور کلیہ (بی ایس منظور شدہ سرگودھا یونیورسٹی) کی تمام کلاسز رحمانیہ اور ثانویہ کی کلاسز بیت العتیق میں ہوگی جامعہ کی تمام برانچوں کے شعبہ جات میں داخلہ آخری شوال تک جاری رہے گا ان شاء اللہ

نوٹ: ایم فل کے تین سیشن کے بعد چوتھے سیشن کا داخلہ جاری ہے

رابطہ
برائے ایم فل 0300-8002329
برائے بی ایس 0323-4247977
برائے ثانویہ 0344-9873770

حافظ ڈاکٹر حسین مدنی : حافظ ڈاکٹر حسن مدنی : حافظ ڈاکٹر انس مدنی : حافظ ڈاکٹر حمزہ مدنی

آئیے! سیلاب زدگان کا سہارا بنیں!

برادران اسلام!

اس وقت ملک کے زیادہ تر علاقے خصوصاً صوبہ سندھ سیلاب کی وجہ سے تباہی سے دوچار ہیں۔ کھڑی فصلیں، سینکڑوں بستیاں، بے شمار جانور اور کافی تعداد میں جانی نقصانات ہوئے ہیں۔ اور سیلاب کی وجہ سے ان علاقوں میں وبائی امراض بھی پھوٹ پڑے ہیں۔ ان متاثرین کی مدد کرنا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ بروقت امداد کیلئے اپنا دست تعاون بڑھا کر اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔

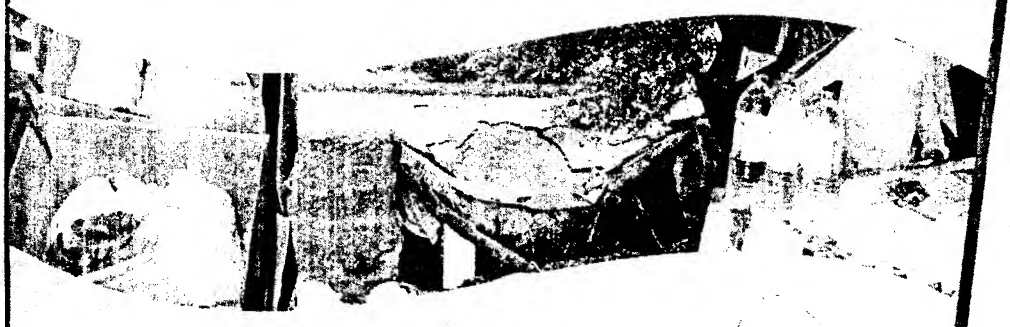

ضروریات

خیمہ جات

خشک راشن

ادویات
خاص کر ملیریا سے بچاؤ کیلئے

بستر وغیرہ

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہو۔

شعبہ خدمت خلق مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان 0423 7729933

جامعہ علوم اثریہ جہلم کا ایک اور اعزاز

جامعہ علوم اثریہ جہلم کا
الجامعة القاسمية شارجہ سے
الحاق

مدینہ یونیورسٹی اور دیگر سعودی جامعات کے بعد اب

جامعہ علومِ أثریہ جہلم کے

فارغ التحصیل سالانہ پانچ طلباء کے لیے

حکومتِ شارجہ کی طرف سے

سکالر شپ

احباب کیلئے یہ خبر بڑی مسرت افزا ہوگی کہ

الجامعة القاسمية شارجہ میں

كلية الشريعة والقانون میں اسلامک لاء کی تعلیم کیلئے

الحمدللہ! طلباء کے دوسرے بیچ کے کاغذات جمع کروادیئے گئے ہیں

0321-4041993

Weekly AHL-E-HADITH
CPL No 116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax. 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V. 042-37722876

مدارس کے نظام میں غلطی ہو تو اصلاح ہو سکتی ہے

اگر نصاب تعلیم میں غلطی ہو تو نسلیں تباہ ہو جاتی ہے

مرکزی القرآن للدراسات الاسلامیہ

مدارس کی دنیا میں انقلاب کا علمبردار

مکمل درس نظامی صرف 2 سال میں

داخلہ فری ہے

بیرونی طالبات کیلئے رہائش کا معقول انتظام ہے

مرکز کے دیگر شعبہ جات

ناظرۃ القرآن
ترجمۃ القرآن
تجوید وقرات
وفاق المدارس
فاضل عربی
عربی بول چال
دستکاری سکول

حفظ القرآن کے ساتھ میٹرک کا مکمل انتظام

سمر کیمپ 60 روزہ

ماہانہ 2 ہزار روپے

امان اللہ محمد مرکزی القرآن للدراسات الاسلامیہ